آؤ لوگو کہ یہین نور خدا پاؤ گے + لو تمہین طور تسلی کا بتایا ہم نے

ریویو آف ریلیجنز

یعنے

دُنیا کے مذاہب پر نظر

جلد اول　فروری سنہ ۱۹۰۲ء　نمبر ۲

فہرست مضامین

مذہبی مباحثات اور ہم ۵۹-۳۵
سول میگزین اور میگزین کی غرض ... ۳۵
اختلاف رائے مین ہمارا طریق تہذیب - ۳۶
سلسلہ عالیہ احمدیہ اور عام مسلمانون مین امتیاز - ۳۸
مسیح موعود اور ڈاکٹر کلارک ۴۳
مشنری اور حکام ۴۴
مذہب کا علمی پیرایہ ۵۴
تثلیث اور توحید ۷۳-۵۹
نجات اور لعنت ۶۰
قانون قدرت کی شہادت ۶۱ ۶۱
صحیفہ فطرت کی شہادت ۶۱ ۶۱
نبیون کی کتابون کی شہادت ۶۲
اہل کتاب کی شہادت ۶۳
مسیح کی ولادت ۶۷
ابن اللہ کی حقیقت ۶۸
قرآن کریم کے الفاظ رسول اللہ کے نہین ہین ۶۸
صحابہ اور حواریونکا مقابلہ ۶۹
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق فاضلہ ۷۲
بیسوین صدی کی عظیم الشان علمی دریافت ۷۴-۷۳

انجمن اشاعت الاسلام قادیان نے انوار احمدیہ پریس قادیان دار الامان مین باہتمام شیخ یعقوب علی تراب احمدی مالک مطبع چھپوا کر ۲۰ اپریل کو شائع کیا

چندہ سالانہ - معمولی کاغذ پر [illegible] ولایتی کاغذ پر [illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

مذہبی مباحثات اور ہم

سول - میگزین اور میگزین کی غرض

سول ملٹری گزٹ لاہور نے ہمارے شائع کردہ رسالہ کی نسبت ایک فقرہ بہت ناگوار لکھا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ اس رسالہ (میگزین) کی تحریرین ایک رنگ مین جہاد کی صورت رکھتی ہین سول اس سے شائد یہ ظاہر کرنا چاہتا ہے کہ اس مین تیزی اور سخت الفاظ سے کام لیا گیا ہے لیکن جن صاحبون نے اس رسالہ کو اول سے آخر تک دیکھا ہے وہ اس بات کی شہادت دے سکتے ہین کہ یہ الزام صحیح نہین ہے۔ کیونکہ جس غرض اور مقصود کی نیت پر ہم نے اس رسالہ کو نکالا ہے اس کا اہم جز تو یہی ہے کہ زمانہ حال مین جو مباحثات مذہبی رنگ مین ہوتے ہین۔ اور جن کے مفاسد روز بروز زیادہ اور فوائد کم ہین۔ ان کو علمی رنگ مین لایا جاوے۔ اور سختی اور درشتی کے طریقون کو مہذبانہ پیرایہ مین دلائل اور براہین کے ساتھ بدل دیا جاوے۔ پھر اگر ہم خود ہی اس طریق کو چھوڑ دین تو گویا ہم اپنے اصلی فرض سے خود ہی دور چلے جانا چاہتے ہین ہان یہ سچ ہے کہ جو شخص ایک ریفارمر اور مصلح کی حیثیت سے کھڑا ہوتا ہے اس کا مخالف الرائے لوگون کی زبانون سے بچنا بہت مشکل ہے اور یہ ایک ایسا دشوار گذار راہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام بھی اس سے بڑی دشواری اور خراش پہنچنے کے بغیر گذر نہین سکے۔

حضرت مسیح کی تعلیم ذاتی عمل اور یہود

حضرت مسیح کی تعلیم جو انجیل مین موجود ہے۔ اس کی نرمی پر پادری صاحبون کو کسقدر ناز ہے یہانتک کہ کلکتہ کے ایک بشپ صاحب یہ رائے پیش کرتے ہین کہ اخلاق کے سکھلانے کے

لئے سرکاری کالجون اور سکولون مین لازمی طور پر انجیل کو داخل کر دیا جاوے تو لوگ بے شک اخلاق سیکھین لیکن یہودیون کو قدیم سے اس رائے کے ساتھ اختلاف ہے وہ کہتے ہین - اخلاق اس بات کا نام نہین کہ لوگون کو نرم نرم باتین سکھائی جایئن اور آپ ان پر عمل نہ کیا جاوے اور ان کا یہ اعتراض ہے کہ گو یہ سچ ہے کہ مسیح نے کسی مصلحت سے اپنے حواریون کو یہ تعلیم دی ہے کہ اپنے دشمنون سے پیار کرو۔ مگر خود اس نے اپنے دشمنون سے پیار نہین کیا۔ بلکہ ہر ایک مکالمہ اور مخاطبہ کے وقت اس نے (مسیح نے) سخت الفاظ سے کام لیا ہے اور بنی اسرائیل کے معزز اور پیشرو لوگون کی اس نے بہت توہین کی ہے یہانتک کہ ان کے معزز فقیہون اور فریسیون کا نام حرامکار اور بدکار بھی رکھا ہے۔ اور اگرچہ اس نے لوگون کو یہ سمجھایا کہ کسی کو احمق مت کہو مگر اس نے خود یہودیون کے بزرگون کو سؤر اور سانپون کے بچے بھی کہدیا۔ اب صاف ظاہر ہے کہ نکتہ چینی کے لئے یہودیون کو بھی ایک بات ہاتھ لگ گئی۔ گو ہم جانتے ہین کہ مسیح کے سخت الفاظ بھی بیہودہ نہین ہین۔ بلکہ اپنے محل پر چسپان ہون گے اور محض گالیون کے رنگ مین ہرگز نہین ہون گے۔ مگر دشمن جس کی نیت صاف نہین ہے ہم اس کو کیونکر سمجھا سکتے ہین؟ کہ وہ محل اور موقعہ کے الفاظ ہین نہ گالیان۔ اور اس جگہ تعجب تو یہ ہے کہ یہود کے لئے بظاہر مشکلات پیش آگئی تھین کہ وہ نبی جو اس قدر نرم تعلیم پیش کرتا ہے کہ ایک گال پر طمانچہ مارنے پر گو تمام دانت اس کے صدمہ سے ٹوٹ جاوین صبر اور بردباری کی تعلیم دیتا ہے بلکہ طمانچہ کھا کر دوسری گال آگے کرنے کے لئے ہدایت کرتا ہے وہی بظاہر اپنی تعلیم کا پابند دکھائی نہین دیتا اور سخت الفاظ استعمال کرتا ہے اور اس کے مقابل پر یہود ایسے الفاظ استعمال نہین کرتے بلکہ او ستاد او ستاد کہتے ہین +

اختلافات مین ہمارا طریق تہذیب

درحقیقت یہ ایک ایسا مشکل مقام ہے جس سے ایک کم عقل انسان کو حضرت مسیح کے قول اور فعل مین شبہ پیدا ہو سکتا ہے۔ لیکن ہمارے اس رسالہ مین تو ایسا کوئی لفظ نہ تھا جو کسی منصف مزاج کے دل پر گران گذر سکتا۔ یہ تو ہم

قبول کرتے ہین کہ اختلاف رائے کی حالت مین ہم مشنریون کے مسلمات کو اپنے مسلمات قرار نہین دے سکتے اور نہ یہ لکھ سکتے ہین کہ وہ صحیح ہین اور نہ ان کے مقابل پر اپنی رائے کو مخفی رکھ سکتے ہین۔ مگر ہم کسی طرح قبول نہین کر سکتے کہ ایک مخالف الرائے انسان جس قدر تہذیب اختیار کر سکتا ہے اس تہذیب کو ہم نے چھوڑ دیا ہے! نہین بلکہ جابجا اس کا لحاظ رکھا گیا ہے۔ جیسا کہ تہذیب کے روسے شرط ہے۔ بھلا اگر یہ سچ ہے تو سول پر یہ واجب ہے کہ ہمارے وہ درشت الفاظ جو ہم نے اپنے شائع کردہ پرچہ مین لکھے ہین اور جن کو سول نے اس قدر سخت قرار دیا ہے کہ جہاد کے قائم مقام سمجھ لیا ہے وہ براہ مہربانی اپنے پرچہ مین شائع کرے۔ تا منصفین دیکھ لین کہ کیا درحقیقت وہ ایسے الفاظ ہین جن کو نہایت سخت اور جہاد کے ہم رنگ کہہ سکتے ہین؟ اگر ہم نے ایسا کیا ہے تو بیشک ہم سول اور گورنمنٹ دونون کے گنہ گار ہین ورنہ ہمارا حق ہے کہ سول خود اپنے قلم سے اس بدنامی کو ہم سے دور کرے۔ چونکہ یہ ظاہر ہے کہ سول جیسے معزز اخبار کا ایک کلمہ بھی حکام کی نظر مین خطا کی طرف مشکل سے منسوب ہو سکتا ہے تو پھر یہ فقرہ سول کا جو ہماری تحریر کو جہاد کا ہم رنگ قرار دیا ہے۔ جو سراسر دور از حق اور خلاف واقعہ ہے کسقدر حکام کو دھوکہ مین ڈال سکتا ہے۔

گورنمنٹ اور مذہبی آزادی

ہر ایک کو معلوم ہے کہ وہ مباحث جو مذہبی اختلاف کے متعلق پیش آتے ہین گو ان کو کیسی ہی نرمی سے بیان کیا جائے مگر پھر بھی فریق مخالف جس کی مرضی کے موافق وہ باتین نہین ہین ان پر خوش نہین ہو سکتا بلکہ وہ ہرگز خوش نہین ہو سکتا جب تک کہ تمام باتین اس کی قبول نہ کیجاوین مگر جبکہ ہماری گورنمنٹ محسنہ نے جسکے زیر سایہ ہم زندگی بسر کرتے ہین مذہبی آزادی کو بحال رکھا اور ہر ایک کو اختیار دیا ہے کہ اپنی رائے ظاہر کرے تو اس صورت مین ہماری عالی حوصلہ گورنمنٹ نے اپنی رضامندی اس بات پر ظاہر کر دی ہے کہ جیسا کہ مشنری صاحبان دوسرے مذاہب کی نسبت کھلے طور پر مخالفانہ رائے ظاہر کرتے ہین ایسا ہی دوسرے مذہب کے لوگ بھی کر سکتے ہین۔

مسٹر سول اور مسیح موعود اور مذہبی مناظرات یا علمی رنگ

سول نے یہ بھی لکھا ہے کہ یہ تحریر پیغمبر قادیان کا کام ہے۔ ہم تسلیم کرتے ہین۔ کہ بے شک یہ سچ ہے کہ حضرت **مسیح موعود** (علیہ الصلوۃ والسلام) کے منشاء کے موافق بلکہ انہین کی تائید مین یہ رسالہ نکلا ہے۔ مگر سول کو شائد معلوم نہین کہ حضرت اقدس مسیح موعود (علیہ الصلوۃ والسلام) **مذہبی جنگ و جدل** سے سخت متنفر ہین اور وہ چاہتے ہین کہ جو کچھ لکھا جاوے وہ علمی رنگ کی تحقیقات ہو۔ جیسا کہ طبعی اور ہیئت کی تحقیقاتین ہوتی ہین۔ وہ مذہبی افسانہ نویسی نہ ہو اور اسی غرض سے یہ رسالہ جاری کیا گیا ہے +

حضرت **مسیح موعود** کو باہمی مذہبی جھگڑون سے اس قدر نفرت ہے کہ چند سال ہوئے آپ نے بحضور جناب نواب لارڈ کرزن صاحب بہادر اسی غرض سے ایک میموریل بھیجا تھا جس مین درخواست کیگئی تھی کہ کم سے کم دس سال تک اس ملک مین مذہبی مباحثات بند کر دئے جائین اور ہر ایک شخص اپنے مذہب کی خوبیان بیان کرے اور دوسرے مذہب پر حملہ نہ کرے۔ اس درخواست پر تقریباً پندرہ ہزار آدمی کے دستخط بھی تھے مگر افسوس کہ وہ درخواست منظور نہین ہوئی۔ اور اس میموریل کا لارڈ کرزن صاحب کی طرف سے بھی کوئی جواب نہین آیا۔ آخر ناچار ہو کر علمی رنگ پر یہ رسالہ جاری کیا گیا تا اسی طرح گورنمنٹ کی آزادی سے فائدہ اٹھا کر سچائی کی خدمت کی جاوے +

سلسلہ عالیہ احمدیہ اور عام مسلمانوں میں امتیاز

اس زمانہ مین جو دنیا کے تمام مذاہب ایک دوسرے کے مقابل پر کھڑے ہین اور ایک عظیم الشان کشتی کی تیاری کر رہے ہین خدا کی طرف سے ایک مذہب پیدا ہو گیا ہے جو سب سے الگ اور سب کی اصلاح کرنا چاہتا ہے۔ وہ کونسا مذہب ہے؟ یہی **فرقہ احمدیہ** جسکے امام اور پیشرو حضرت **میرزا غلام احمد قادیانی** (علیہ الصلوۃ والسلام) ہین جو خدا سے الہام پا کر اور اس کے نشانون کی گواہی سے **مسیح موعود** کا دعوے کرتے ہین۔ یہ کہنا کہ یہ فرقہ اور دوسرے معمولی مسلمان درحقیقت ایک ہی ہین

فاحش خطا اور بڑی غلطی ہے۔ اور ممکن ہے کہ بعض حکام بھی اسی دھوکے مین ہون لیکن دراصل ایسا نہین ہے معمولی مسلمانون کے عقاید جو اکثر بیہودہ قصّون اور بے ثبوت روایتون پر مبنی ہین وہ بالکل اس فرقہ کے عقاید سے مختلف ہین۔ چنانچہ وہ لوگ گو کیسا ہی اپنے حالات کو پوشیدہ رکھین۔ مگر بعض خیالات ان کے نہ خدا کی مرضی کے موافق ہین اور نہ عقلاً صحیح ہین چنانچہ ان مین ایک مسئلہ جہاد بھی ہے۔ مسلمانون کی بدقسمتی سے اس غلط خیال نے اس قدر انکو گرفتار کر رکھا ہے کہ قیامت کے دن تک اس سے نجات نہین بلکہ کہتے ہین کہ ایک **خونی مہدی** ابھی باقی ہے جو ہر ایک فرقہ سے لڑائیان کرے گا اور زمین کو خون سے بھر دے گا۔ اور اپنی نادانی سے یہ نہین سمجھتے کہ دینی سچائیان خونریزی سے ثابت نہین ہو سکتین بلکہ اور بھی اعتراض پیدا ہوتے ہین۔ اب اس عقیدہ کے مقابل پر ہمارے امام **مسیح موعود** جو ہمین تعلیم دیتے ہین وہ یہ ہے کہ اس زمانہ مین **جہاد** قطعاً حرام ہے۔ اور جو شخص جہاد کرتا اور دین کے لئے تلوار اٹھاتا ہے وہ خدا کا گنہگار ہے۔ اور قرآن اور حدیث سے ثابت کرتے ہین کہ سچا **مسیح موعود** جو دنیا مین آئے گا بلکہ آچکا۔ اس کی ایک ضروری نشانی یہ ہے۔ کہ وہ **جہاد** نہین کرے گا اور صرف آسمانی نشانون اور روشن دلائل سے راہ راست سمجھاویگا اسی وجہ سے ہر ایک بیعت کے وقت مین یہ شرط لازمی رکھی گئی ہے کہ یہ جماعت ایسے خیالات سے قطعاً تنفر رہے اور اس کو گناہ سمجھے۔ پس چونکہ عام مسلمانون کے خونی مسیح اور خونی مہدی سے انکار کر دیا گیا ہے اس لئے یہ اختلاف ان کے بغض اور دشمنی کا بہت ہی موجب ہوا اور اسی بنا پر کفر کے فتوے ہمارے مسیح کی نسبت لکھے گئے۔ کیونکہ اس مسیح کے ظاہر ہونے سے جو درحقیقت سچا اور خدا کی طرف سے ہے۔ تمام امیدین جہاد اور **لوٹ** اور **غنیمت** کی خاک مین مل گئین ورنہ وہ مسلمان جو وحشیانہ زندگی بسر کرتے ہین وہ ایسے شخص سے جو غازی کی صورت پر کھڑا ہوتا ہے کوئی معجزہ بھی طلب نہین کرتے اور لاکھون اسکے تابع ہو جاتے ہین۔ پس کیا سبب ہے کہ باوجود اس کے کہ ہمارے اس امام سے ڈیڑھ سو کے قریب نشان ظاہر ہو چکا ہے

پھر بھی مولویون کی طرف سے اسے کافر کا خطاب ہے اس کا یہی سبب ہے جو ابھی ہم نے بیان کیا ہے - گو گورنمنٹ انگریزی کو ہمارے ان اصولون کی خبر نہ ہو - مگر کوئی چیز پوشیدہ نہین جو ظاہر نہ ہو گورنمنٹ کا یہ اپنا فرض ہے کہ اس فرقہ احمدیہ کی نسبت اپنے تئین تردد اور شک مین نہ رکھے - اور ہر ایک حیلہ سے اور ہر ایک تدبیر سے اس کے اندرونی حالات دریافت کرے بعض نادان کہتے ہین کہ یہ باتین محض گورنمنٹ کی خوشامد کے لئے ہین مگر مین ان کو کس سے مشابہت دون وہ اس اندھے سے مشابہ ہین جو سورج کی گرمی محسوس کرتا ہے - اور ہزارہا شہادتین سنتا ہے - اور پھر سورج کے وجود سے انکار کرتا ہے - ظاہر ہے کہ جس حالت مین ہمارے امام نے ایک بڑا حصہ عمر کا جو بائیس برس ہین اسی تعلیم مین گذارا ہے کہ جہاد حرام اور قطعاً حرام ہے یہانتک کہ بہت سی عربی کتابون مین بھی مضمون ممانعت جہاد لکھ کر ان کو بلاد اسلام عرب شام کابل وغیرہ مین تقسیم کیا ہے جن سے گورنمنٹ بے خبر نہین ہے - تو کیا گمان ہو سکتا ہے کہ اتنا لمبا حصہ زندگی کا جس نے پیرانہ سالی تک پہنچا دیا نفاق مین بسر کیا ہے - اور وہ شخص جو ہزارہا انسانون کو تعلیم دیتا ہے کیا ممکن ہے کہ وہ ہر ایک شخص سے جھوٹ بولے یا جھوٹ کی ان کو رغبت دے اور پھر لوگ اس کے معتقد رہ سکین نہین بلکہ یہی اصول ہین جو جماعت کو سکھائے جاتے اور ان پر زور دیا جاتا ہے - بارہا ہمارے امام نے تعلیم دیتے ہوئے ہمین یہ بھی کہا ہے کہ چونکہ مین یسوع مسیح کے قدم پر ہون اور ایسا اس سے اتحاد رکھتا ہون کہ خدا کے نزدیک میری آمد اسی کی آمد ہے جیساکہ یوحنا کی آمد ایلیا کی آمد تھی تو اس صورت مین ضروری تھا کہ مین عیسے مسیح کے رنگ پر غریبانہ وضع پر آتا اور کوئی شاہانہ شوکت میرے ساتھ نہ ہوتی ہان آپ نے ہمارے لئے یہ دروازہ کھولدیا ہے کہ ہم سچائی کو دلائل کے ساتھ پیش کرین اور گورنمنٹ برطانیہ کی حکومت کو غنیمت سمجھین کیونکہ کوئی دوسری اسلامی سلطنت اپنے مخالفانہ جوشون کی وجہ سے کبھی ہماری برداشت نہین کرے گی +

مذہبی آزادی

اگر ہم ان نیک ظنیون سے جو اس گورنمنٹ عالیہ کی نسبت ہمارے دل مین بھری

ہوئی ہین۔ پورے طور پر فایدہ نہ اٹھا سکین تو کم سے کم اس قدر تو ہم قطعی یقین رکھتے ہین۔ کہ وہ لوگ جو اپنے طریقون سے اسلام پر ہاتھ صاف کر رہے ہین وہ اس دانا گورنمنٹ کے نزدیک انصاف اور قانون کے لحاظ سے آزادی سے فایدہ اٹھانے کا کوئی خاص حق ..... نہین رکھتے بلکہ **گورنمنٹ عالیہ** کی پولیٹیکل مصلحت اس بات کی مقتضی ہے۔ کہ وہ کشادہ پیشانی سے مشنریون کے مقابل پر دوسری قومون کو بھی ایسی آزادی دے جو مشنریون کو حاصل ہے۔ ہم چونکہ کسی ایسے سلطان کو پیش رو نہین رکھتے اور نہ رکھنا چاہتے ہین کہ دوسرے بعض مسلمانون کی طرح اس کو خلیفۃ المسلمین قرار دین۔ اس لئے ہم اسی گورنمنٹ سے اپنے دینی حقوق بھی ایسے ہی مانگتے ہین جیسے کہ دنیوی حقوق۔ ہمارے لئے کوئی چارہ نہین کہ ہم مشنری مصنفون کو کسی طرح راضی کر سکین۔ گو ہم اس **گورنمنٹ** محسن کی راہ مین جان دینے کو بھی تیار ہین۔ ہم درد دل سے کہتے ہین کہ بے شک ہمارے لئے یہ ایک سخت ابتلا کا موقعہ ہے کہ ایک کامل تحقیق اور تدقیق جو بپایۂ ثبوت پہنچ گئی ہے وہ گورنمنٹ عالیہ کے مذہب سے ہمین دور رکھنا چاہتی ہے۔ لیکن چونکہ در اصل ہماری گورنمنٹ راستی پسند ہے اور انصاف اپنا اصول رکھتی ہے اس لئے جو شخص راستی سے پیار کرتا ہے وہ اس گورنمنٹ کی اصل اغراض کے مطابق قدم اٹھا رہا ہے اور درحقیقت سچائی ایک ایسی چیز ہے جس کا بہرحال انجام بخیر ہے اور انصاف پسندی ایک ایسا گوہر تابان ہے جو بہر صورت قابل قدر ہے۔ جو بات تحقیق سے ثابت ہو جائے اسکو قبول نہ کرنا ..... سچائی کا خون کرنا ہے ہان یہ بات ضرور ہے کہ ایسے مباحث کو نہایت تہذیب اور سلیقہ سے لکھا جائے۔ اور کوشش کی جائے کہ کوئی بات اعتدال سے نہ بڑھے اور ہر ایک استدلال لطافت اور نرمی کا پیرایہ رکھتا ہو۔ چنانچہ اس رسالہ مین یہی رعایت ملحوظ رہے گی۔ گورنمنٹ عالیہ کی اطاعت اور چیز ہے اور مذہبی اختلاف اور چیز ہے۔ بلکہ اس گورنمنٹ کے لئے شکر کی جگہ ہے کہ خدا نے اس کو ایسا اقبال بخشتا ہے کہ صدہا مختلف طور کے مذہب اس کے زیر سایہ سکونت رکھتے ہین۔

اور یہ گورنمنٹ اس وقت ایک ایسے بڑے درخت کی مانند ہے جس پر ہر ایک قسم کے پرند پناہ گزین ہین بعض عوام الناس کی یہ غلطی ہے کہ جو کہتے ہین کہ گورنمنٹ دراصل مشنریون کی طرف دار ہے۔ بلکہ گورنمنٹ نہ کسی کی طرف دار ہے اور نہ کسی کی مزاحم۔ اس پولیٹکل غلطی سے ہماری گورنمنٹ بہت دور ہے کہ وہ ایسے ملک مین جہان رعایا اپنے بادشاہ سے اختلاف مذہب رکھتی ہے۔ مذہبی امور مین کسی طرف داری کی رنگ آمیزی سے دخل دے یا کسی پیرایہ مین ایسے امور کی بنا پر اپنی ناراضگی ظاہر کرے۔ یہ سچ ہے کہ ہم نے شایع کردہ رسالہ مین حضرت مسیح کو انسان لکھا ہے اور آپ کی موت کی نسبت بھی بیان کیا گیا ہے۔ جو باعث اشتعال سول ہے لیکن جس حالت مین مسلمانون کا سارا قرآن اول سے آخر تک اس بات کی تعلیم دیتا ہے کہ حضرت مسیح ابن مریم محض ایک انسان تھا جو فوت ہو گیا۔ اور ان کو خدا سمجھنا انسانی غلطیون کا ایک نمونہ ہے جس کی صدہا نظیرین مسیح کے وجود سے بھی پہلے ہر ایک قوم مین پائی جاتی ہین تو پھر اس اعتقادی امر سے ہماری دانشمند گورنمنٹ کو کیا تعلق ہے دنیا مین ہر ایک کا جدا جدا خیال اور جدا جدا مذہب اور جدا جدا رائین ہین۔ پس اگر مشنری صاحبون نے حضرت مسیح کی خدائی دیکھ لی ہے اور کچھ ثبوت مل گیا ہے تو ان کی مہربانی ہو گی کہ بجائے بے جا جوش دکھلانے کے ایسے ثبوت کو پیش کر دین ثابت شدہ سچائی سے کون انکار کر سکتا ہے۔ لیکن ایسا کرنا مناسب نہین ہے کہ کسی ثابت شدہ حقیقت سے ناراض ہون۔ حکمت اور دانائی اسی سے بڑھتی ہے کہ جو بات ثابت ہو جائے اسکو قبول کر لین۔ یہ بھی تو انصافاً سوچنا چاہیئے کہ جیسا کہ ان کو یہ حق حاصل ہے کہ حضرت مسیح کی خدائی کا ثبوت دین ایسا ہی انکے مخالفین کو بھی حق پہونچتا ہے کہ وہ مخالفانہ ثبوت پیش کرین +

روحانی سچائیون مین ترقیات

ہر ایک **ملک** کی روحانی سچائیون مین ترقیات ان تین چیزون پر موقوف ہین۔ (۱) اول یہ کہ سچائی اور دیانت کی طرف لوگون کو رغبت پیدا ہو۔ (۲) دوسری یہ کہ تحقیق اور تدقیق اور تفتیش کا شوق ہو۔ (۳) تیسری یہ کہ گورنمنٹ جسکے وہ ماتحت ہون وہ علم دوست

اور انصاف پسند ہو سو ہمارے خیال مین ہے کہ خدا کے فضل اور رحمت نے یہ تینون امور ہمارے ملک مین پیدا کر دئے ہین بہتیرے ایسے دل پیدا ہو گئے ہین کہ وہ سچائی سے محبت کرتے ہین اور اگر اس کو پالین تو گو کیسی ہی تکالیف کا سامنا ہو مگر اس کو چھوڑنا...... نہین چاہتے بہتیرے ایسے ہین کہ تحقیق اور تفتیش کے لئے ان کی دماغی قوتون کو ایک فطرتی مناسبت ہے۔ اور نہ صرف وہ روحانی سچائیون کو قبول کرتے ہین بلکہ وہ تحقیق اور تفتیش کی زندہ طاقت سے ایک سچائی کو بہت سے اختلافات کی تاریکیون سے کھینچ کر باہر لے آتے ہین۔ گورنمنٹ برطانیہ جس کے ماتحت ہم لوگ ہین وسیع خیال اور علم دوست ہے اس کے حکام ایسے اعتدال سے رعایا کے ساتھ برتاؤ کرتے ہین کہ ان کی منصفانہ نیت کی وجہ سے خودبخود مخفی امور ظاہر ہوتے جاتے ہین اور اگر ایک حق الامر کو ایک مشنری کے مخالف بھی پائین تو کبھی اس کو قبول نہین کرتے اور اپنی عملی کارروائیون سے ظاہر کرتے ہین کہ وہ علم دوست اور انصاف پسند اور حق پژوہ انسان ہین یہ بےبنیاد خیال نہین بلکہ ہمارے پاس اس بات کے روشن ثبوت ہین کہ اس گورنمنٹ کے حکام رعایا کی نسبت مذہبی تعصب کو ہرگز اپنے نزدیک نہین آنے دیتے اور پورے انصاف سے کام لیتے ہین ✤

مسیح موعود اور ڈاکٹر کلارک

اس جگہ ایک قصہ کو لکھنا جو ہمارا خود چشم دید ہے خالی از دلچسپی نہ ہوگا جس سے ثابت ہوتا ہے کہ انگریز حکام سلطنت برطانیہ کے کسقدر حق پسندی کے عاشق ہین کہ انصاف پسندی کے جوش مین مذہبی تعلقات کی کچھ بھی پروا نہین رکھتے کچھ بہت عرصہ نہین گذرا کہ ہمارے اس فرقہ احمدیہ کے امام و پیشوا مسیح موعود **میرزا غلام احمد قادیانی** پر ایک مشنری صاحب نے اقدام قتل کے الزام سے ایک مقدمہ عدالت مین دائر کر دیا تھا۔ ابتدا اس کی یہ تھی کہ اس مقدمہ کے نام و نشان سے کتنے ہفتے پہلے مرزا صاحب موصوف نے ہم سب کو جو قادیان مین حاضر تھے جمع کیا اور فرمایا

کہ مجھے خدا سے اطلاع ملی ہے کہ ایک خطرناک مقدمہ ہماری نسبت ہونے والا ہے۔ اور ضرور ہے کہ ہم عدالت مین حاضر کئے جائین اور خوف و خطر مین پڑین۔ مگر آخر بریت اور نجات ہے۔ تب جماعت اس بات کی منتظر تھی کہ وہ کس قسم کا مقدمہ ہے کہ بہت خطرناک صورت مین پیدا ہوگا اچانک چند ہفتہ کے بعد حضرت موصوف بذریعہ پولیس عدالت مین بلائے گئے۔ تب معلوم ہوا کہ ایک صاحب ڈاکٹر مارٹن کلارک نام جو امرتسر مین مشنری کا کام کرتے ہین اور ایک معزز جنٹل مین ہین۔ انہون نے حضرت موصوف پر اپنی نسبت اقدام قتل کا مقدمہ دائر کیا ہے۔ بنیاد اس مقدمہ کی صرف اس بات پر تھی کہ ایک شخص عبد الحمید نام نے جس کو بار بار مسلمان اور عیسائی بننے کی عادت تھی ڈاکٹر مارٹن کلارک کو فریب دے کر اس پر یہ ظاہر کیا کہ گویا وہ ایک ہندو تھا اور اس کے پاس عیسائی بننے آیا ہے۔ اور پھر ڈاکٹر مذکور کے چند ماتحت عیسائیون کی ترغیب کے موافق جو محض فتنہ انگیزی اور شرارت اور بہتان کی راہ سے دی گئی تھی۔ یہ ظاہر کیا کہ دراصل مجھے مرزا صاحب قادیانی نے ڈاکٹر کلارک کے قتل کے لئے بھیجا تھا اور ان ترغیب دینے والون دیسی عیسائیون کو جن مین سے بعض واعظ انجیل بھی تھے۔ یہ موقعہ بھی ملا کہ وہی گواہ مقدمہ ہوئے اور جہانتک ان سے ہو سکا انہون نے زور سے گواہیان دے کر اس مقدمہ کو سچا بنانا چاہا۔ اس موقعہ پر اگر حاکم بیدار مغز اور انصاف پسند اور محقق مزاج نہ ہوتا یا برخلاف اصول انصاف کے ایک معزز مشنری کی ایک ذرہ رعایت اسکے دل مین ہوتی تو ظلم کرنے کے لئے اچھا موقعہ تھا۔ مگر اس نے ایسا نہ کیا بلکہ پورے طور پر تحقیق و تفتیش کر کے اصلیت نکال لی اور ثابت کر دیا کہ مقدمہ محض جھوٹ بنایا گیا ہے۔ اس انصاف پسند حاکم کا ہم نام بھی بتلا دیتے ہین وہ ہین کپتان ڈگلس صاحب جو ضلع گورداسپور مین ڈپٹی کمشنر تھے اور اب دہلی مین ہین +

مشنری اور حکام

پس جب گورنمنٹ کے ایسے انصاف پسند حکام ہین کہ باوجودیکہ مقدمہ کرنے والا ایک مشنری ہے اور گروہ عیسائیون کا جو وہ بھی عیسائی اور واعظ انجیل

ہین۔ شہادت مین پیش ہوا ہے اور مقدمہ خون کا ہے اور اندرونی طور پر ایک مشنری اس بات کا خواہان ہے کہ کسی طرح ملزم سزایاب ہو لیکن حاکم نے اس تمام جماعت کی کچھ بھی پروا نہین کی اور فی الفور سمجھ لیا کہ جس پر مقدمہ کیا گیا ہے وہ چونکہ مشنریون کے عقاید کے برخلاف لکھتا ہے اس لئے معاملہ عداوت کا ہے اور اصلیت کو ایسے طور سے ظاہر کردیا کہ کسی کو دم مارنے کی جگہ نہ رہی۔ پس یہی اسباب ہین جن کی وجہ سے انگریزی گورنمنٹ دلون کو اپنی طرف کھینچتی ہے۔ اس حاکم کی جوانمردی کو دیکھو کہ عدالت کے رو سے ایک مشنری اور اس کی جماعت کو ہمیشہ کے لئے یہ داغ لگا دیا کہ وہ ایک جھوٹا مقدمہ اقدام قتل کا عدالت مین لایا اور ذرا اس بات کا پاس نہین کیا کہ وہ عیسائی قوم کا ایک معزز مشنری ہے پس یہی وجوہ اس گورنمنٹ کے اقبال کی ہین کہ ایسے منصفانہ نمونے ان حکام مین پائے جاتے ہین ہمین اس بات کے معلوم کرنے سے بڑی خوشی ہوئی کہ اسی قسم کے نمونے والیسرائے حال یعنے لارڈ کرزن کے شہرہ آفاق ہو رہے ہین۔ ایسے نمونون سے جسقدر رعایا کو سچے تعلقات ہمدردی اور خیرخواہی کے اپنی محسن گورنمنٹ سے پیدا ہوتے ہین ان کی تشریح کی ضرورت نہین۔ مذہبی امور مین چڑنا یا دل مین بغض پیدا کرنا ایسی گورنمنٹ سے ہزار ہا کوس بعید ہے جسکے حوالہ خدا کی حکمت اور مصلحت نے کروڑہا انسان مختلف مذاہب اور مشارب کے کئے ہین اور جس کو اپنی سلطنت کی نیابت دے کر اقتدار کے تخت پر بٹھا دیا ہے ✣

خدا نے بھی اپنی حقیقی بادشاہت کے لئے یہی قانون مقرر کر رکھا ہے کہ ہر ایک قسم کے مذہب جن مین سے صرف ایک سچا اور باقی سب جھوٹے ہین اس کے سایۂ رحمانیت کے نیچے زندگی بسر کر رہے ہین۔ کسی اہل مذہب پر آسمان پر سے پتھر نہین برستے اور نہ عذاب نازل ہوتا ہے بلکہ اس کا سورج اور اس کا چاند اور عناصر اور اس کی تمام بنائی ہوئی چیزین سب بنی آدم کو تربیت اور پرورش کا حصہ پہنچا رہی ہین۔ اگر دنیا مین کسی باطل مذہب والی قوم پر خدا تعالے کی طرف سے کوئی عذاب نازل ہوا ہے تو وہ عذاب اس وجہ سے نازل نہین ہوا کہ

اس کا مذہب باطل ہے بلکہ ان لوگون کی بے شمار شوخیون اور شرارتون کی وجہ سے نازل ہوا ہے۔ خدا کا ہرگز یہ قانون نہین ہے کہ بطلان مذہب کی وجہ سے کسی قوم پر دنیا مین عذاب نازل کرے یا اپنی رحمت عامہ سے ان کو جواب دیدیوے یہی طریق عادل بادشاہون کا ہوتا ہے کہ وہ محض مذہب کے اختلاف کے خیال سے کوئی بدارادہ اپنے دل مین پیدا نہین کرتے اور مخلوق الٰہی کو جو ان کے زیر سایۂ زندگی بسر کرتی ہے خدا کی امانتین تصور کرتے ہین اس قسم کا چڑنا اور دل تنگی ظاہر کرنا بہت چھوٹے اور پست ہمت آدمیون کا کام ہے اختلاف رائے یا اختلاف مذہب ایک اور چیز ہے۔ اخلاق یا بنی نوع کے حقوق پر اسکا کوئی بدا اثر نہین ہے۔ یہ دیکھنا چاہیئے کہ جو شخص اختلاف مذہب یا اختلاف رائے کے باعث سے چڑتا اور ناراض ہوتا ہے اگر اس کا یہ باعث ہے کہ جس بہشت یا جس نجات ابدی تک وہ پہنچنا چاہتا ہے۔ اس بہشت یا اس نجات کو وہ شخص قبول نہین کرتا تو اس حالت مین وہ شخص اور بھی رحم کے لایق ہے کہ وہ نجات جو اسکے لئے تیار کی گئی ہے وہ اس سے دور رہنا چاہتا ہے اور اگر ناراضگی کا یہ باعث ہے کہ وہ اس مذہب کو کیون قبول نہین کرتا جس مذہب کا یہ ناراض ہونے والا شخص پابند ہے تو اس سے بڑھ کر کوئی ظلم نہین کیونکہ اس صورت مین یہ شخص اس مورد غضب کا خیرخواہ نہین ہے بلکہ تحکم کے طور پر اپنے مذہب کی پیروی کرانا چاہتا ہے +

مذہب کے رو سے سچا اصول یہی ہے اور اسی مین امن عامہ ہے کہ کسی پر اختلاف کی وجہ سے ناراض نہین ہونا چاہیئے اور خود یہ انسانیت سے بھی بعید ہے کہ اختلاف رائے کی وجہ سے اشتعال طبع پیدا ہو بلکہ ایسا شخص ایک قسم کی رگ دیوانگی اپنے اندر رکھتا ہے کہ جو شخص اس کی رائے کے مخالف ہو اس پر آثار درندگی ظاہر کرتا ہے اور بلاشبہ ایسا وجود خطرناک ہے۔ مثلاً اگر ایک شخص ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا منکر ہے اور اسپر یہ امر مشتبہ ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم درحقیقت سچے نبی اور خدا کی طرف سے ہین تو

ہمارے انسانی رحم کا یہ مقتضا ہونا چاہیئے کہ ہم نرمی اور ملائمت کے ساتھ اس سے پیش آوین اور کوشش کرین کہ اس کے شبہات دور ہو جائین اور اس پر ثابت کرین کہ ہم... محبت سے نہ کسی دشمنی اور عناد سے اس کے ساتھ برتاؤ کرنا چاہتے ہین اور ہم اسکے شبہات دور کرنے کے لئے بڑے ادب اور ہمدردی سے تیار رہین لیکن ہم اگر ایسے اختلاف کی وجہ سے اس کو اپنا دشمن سمجھ لین جیسا کہ اس زمانہ کے اکثر مسلمان مولوی یہی طریق رکھتے ہین تو اس صورت مین ہماری درندگی بجائے فائدہ کے اس کو نقصان پہنچائیگی اور علاوہ مخالفت مذہب کے ہم اخلاقی حالت مین بھی بہت نیچے گرے ہوئے متصور ہونگے۔ کیونکہ ایک منکر جب تک کہ اس کے پاس ایک عقیدہ کے ماننے کی وجہ نہین بلاشبہ حق رکھتا ہے کہ وہ انکار پر قائم رہے اور اسکے ساتھ بداخلاقی یہ بھی ایک قسم کا جبر ہے۔ جس کو عقل اور انصاف اور انسانی ہمدردی پسند نہین کرسکتے اور جن لوگون کے اخلاق پر مذہبی تعصب غالب ہے ان کو کسی طرح حقیقی اخلاق مین سے حصّہ نہین ہے۔ سو ایسے مسلمان میرے نزدیک سچے مسلمان نہین ہین جن کے اخلاق بشرط مناسبت رائے اور بشرط موافقت مذہب ہین۔ اسی طرح مین ان عیسائی مشنریون کے حالات کو بھی قابل اعتراض سمجھتا ہون جو مذہبی تعصب کے جوش مین آکر ایک دم مین انجیل کی تمام تعلیم کو فراموش کر دیتے ہین اور بجائے اس کے کہ اپنے دشمنون سے پیار کرین جیسا کہ ان کو حکم ہے اس بات پر زور دیتے ہین کہ گورنمنٹ دانشمند بھی انہی کی عادت اور رویہ کو اختیار کرے +

یہ عجیب بات ہے کہ جن انجیلی اخلاق کا مشنریون کو وارث ہونا چاہیئے تھا وہ اخلاق انگریز حکام دکھلاتے ہین جیسا کہ ابھی ہم لکھ چکے ہین کہ ایک مشنری صاحب نے ہمارے امام **مسیح موعود** پر اقدام قتل کا قابل شرم مقدمہ کھڑا کیا اور دوسرے مشنریون کو بطور گواہ پیش کیا لیکن مجسٹریٹ ضلع نے جو کپتان ڈگلس تھے پورے غور اور توجہ سے اس امر کی حقیقت کھول دی اور صاف معلوم کر لیا کہ مشنری صاحب ایک جھوٹا مقدمہ ان کے پاس لائے

ہین اور اس مقدمہ کو خارج کیا- اب اس جگہ طبعًا یہ سوال پیدا ہوتا ہے- کہ کیون ڈاکٹر مارٹن کلارک نے باوجود مشنری کہلانے کے ارتکاب ایسے امر کا کیا اور ناحق ایک شخص کو جو محض معصوم اور بری تھا خون کے مقدمہ مین پھنسانا چاہا- اور اس منصوبہ بازی مین اپنے بیان اور اپنی کوشش اور اپنے گواہون کے پیش کرنے مین کسی طرح سے کوتاہی نہین کی لیکن برعکس اس کے کپتان ڈگلس نے اس تمام تاریکی سے جو ان کے آگے رکھی گئی تھی- اس طرح پر اپنے تئین باہر نکال لیا جیسا کہ بجلی تاریک بادل مین سے باہر آتی اور آسمان کو روشن کر دیتی ہے اسکا کیا سبب ہے- اگر یہ فراست اور کانشنس کی چمک جو کپتان ڈگلس کو دی گئی اس کا سبب انجیل کی پیروی تھی تو یہ راست بازی اور پاک کانشنس ڈاکٹر کلارک اور اسکے رفیقون مین ہونی چاہیئے تھی جو دن رات انجیل پڑھتے اور سناتے اور اس کی اشاعت مین سرگرم رہتے ہین- ہم یقین نہین کر سکتے کہ کپتان ڈگلس کو سرکاری کامون سے اسقدر فرصت ملتی ہو کہ وہ دس بیس مرتبہ تمام دن مین انجیل پڑھتے ہون یا اس کا وعظ کرتے ہون پھر یہ دل کی صفائی ان مین کیونکر پیدا ہو گئی جو ایک پادری کو نصیب نہین- یہانتک کہ انہون نے ایک خون جیسے مقدمہ مین جس مین رعایت کرنے والے یا کسی سفارش سے متاثر ہونے والے کو اپنے ہم مذہبون کو خوش کرنے کا خوب موقعہ ملتا ہے ایک ذرہ کسی فریق کی رعایت نہ کی بلکہ سچائی اور عدالت کا پاس کیا اور مشنریون کی ایک عظیم جماعت منہ دیکھتی رہ گئی اس سے صاف ظاہر ہے کہ یہ قوت راست پسندی اور حق پژوہی کی پادریون کے ذریعہ سے کپتان ڈگلس مین نہین آئی تھی بلکہ اپنے مان اور باپ کے ذریعہ سے تھی اور ایک فطرتی خوبی تھی کیونکہ اگر پادریون کے ذریعہ سے آئی ہوتی تو کیا وجہ تھی کہ مشنری لوگ جو اس قوت کا منبع اور سرچشمہ تھے وہ اس سے محروم رہتے چنانچہ ابھی ثابت ہو چکا ہے کہ کیونکر ڈاکٹر کلارک اور دوسرے مشنری ایک جھوٹے خون کے مقدمہ کو عدالت کپتان ڈگلس مین لائے ایسا مقدمہ جو سراسر افترا اور قابل شرم

منصوبہ تھا۔

اس مقدمہ سے یہ مسئلہ حل ہو گیا کہ اکثر انگریز جو شریف اور منصف مزاج اس ملک مین آتے ہین ان کی شرافت ذاتی ہے نہ طفیلی جو پادریون کے ذریعہ سے ملی ہو ہان ایک یہ بھی باعث ہے کہ جب ایک بادشاہ صاف طبیعت اور حق پسندی کا مادہ اپنے اندر رکھتا ہے تو اس کی قوم کے لوگون اور اس کی مستعد رعایا پر ضرور اس کا اثر پیدا ہوتا ہے پس چونکہ ملکہ معظمہ مین بھی یہی خاصیت تھی کہ انہون نے رعایا پروری مین مذہبی بخل سے اپنے تئین پاک رکھا اور ان کے انصاف کو مذہبی اختلاف روک نہ سکا اسلئے ان کی خاصیت ان کے نیک فطرت حکام مین بھی آ گئی۔ وہ نمونہ اپنی سیرت کا جو ملکہ معظمہ چھوڑ گئین سلطنت برطانیہ کے ہر ایک حاکم بلکہ اخبار نویسون کو بھی لازم ہے کہ اس نمونہ کی پیروی کرین اور ذرا توجہ کر کے دیکھین کہ حضرت ملکہ معظمہ نے اپنی بے تعصبی اور ہمدردی کا کیسا ثبوت دیا۔ کیا کوئی ثابت کر سکتا ہے کہ ملکہ معظمہ نے کبھی رعایا کے مقابل پر مذہبی تعصب سے کام لیا بلکہ بجائے تعصب کے اس نے ایسا نیک برتاؤ اپنی رعایا سے کیا کہ ہر ایک مسلمان ان کی امن بخش حکومت سے فائدہ اٹھا کر یہ خیال کرتا رہا کہ ہم ایک مسلمان عادل بادشاہ کے زیر سایہ زندگی بسر کرتے ہین اور ایسا ہی ہر ایک ہندو یہ سمجھتا تھا کہ ایک اوتار ہمارا راجہ ہے ہمین ماننا پڑتا ہے کہ بلاشبہ اس ملکہ نے اجنبیت کو دور کر دیا تھا اور جیسا کہ ملکون کو مسخر کیا ویسا ہی دلون کو بھی مسخر کیا۔ اس سے عجیب قسم کی ہر دلعزیزی کے کام ظہور مین آئے۔ جب انہون نے اپنا مصاحب بنانے کے لئے منشی عبدالکریم کو منتخب کیا اور ایسا ہی اور کام بھی اسلام کے مفید کئے تب عجیب قسم کے خیالات مسلمانون مین پیدا ہوئے۔ جو سلطنت کے لئے نہایت مفید تھے۔ اور رعایا اور بادشاہ مین ایک روحانی تعلق پیدا کرتے تھے۔ بعض لوگ کہتے تھے کہ ملکہ معظمہ کو مسلمانون سے ایک خاص تعلق اور انس ہے اور بعض کہتے تھے کہ میان تعلق کیا در اصل ملکہ معظمہ درپردہ

مسلمان ہے جبھی تو ایک مسلمان کو اپنا مصاحب بنایا اور صاف ظاہر ہے کہ منشی عبدالکریم کو اپنی مصاحبت کی عزت بخشنا مشنریون کی رائے کے بالکل مخالف تھا۔ اور وہ لوگ ہرگز اس سے خوش نہین ہونگے کہ ایک مسلمان کو یہ قرب صحبت کا درجہ عطا کیا جائے ایسا ہی ملکہ معظمہ نے کئی ایسے کام کئے کہ ایک مذہبی انسان سے ایسا ظہور مین آنا بالکل غیر ممکن ہے +

غرض چونکہ انگریز ایسے انصاف پسند اور رعایا پرور بادشاہ کے زیر تربیت نشوونما پانے والے تھے جیسے کہ ملکہ معظمہ تھین۔ اسی وجہ سے ان کو انصاف پسندی اور عدالت کا جوہر عطا کیا گیا۔ اور ملکہ معظمہ مین صرف انصاف پسندی کا ہی مادہ نہین تھا۔ بلکہ اُن کی فطرت مین ایک یہ بھی خاصیت تھی کہ رعایا کے قصور اور خطا کو حتے الوسع معاف کر دینے کے لئے ان کی طبیعت مائل ہوتی تھی۔ سنہ ۱۸۵۷ء[+] کے ایام مین جب ایک گروہ کثیر نمک حرام لوگون نے غدر برپا کیا اور جہالت اور شرارت سے ہزارہا انگریزون اور ان کی عورتون اور ان کے بچون کو بے وجہ قتل کر ڈالا تو درحقیقت یہ ایک بڑا گناہ تھا جو رعیت سے ظہور مین آیا اور اس ملک کے لوگون کو نہایت شرمندگی سے اقرار کرنا پڑے گا کہ یہ ایک ایسی پلید حرکت تھی کہ اگر اس کے عوض مین کئی لاکھ انسان قتل کئے جاتے۔ خاص کر مولوی اور پنڈت جو مبدء فساد تھے تو وہ عین انصاف تھا۔ لیکن جب ایک مسودہ اسی قسم کی سزا کے لئے ملکہ معظمہ کے سامنے پیش کیا گیا اور دستخط کرنے کی التجا کی گئی تو آپ نے اس پر دستخط کرنے سے انکار کر دیا اور فرمایا کہ مجھ سے یہ سختی نہین ہو سکتی اور پھر جب عرض کیا گیا کہ یہ لوگ باغی ہین اور بغاوت کی سزا آئین مصلحت ملکی کی وجہ سے سخت ہوا

[+] یہی غدر کے دن تھے جبکہ ہمارے امام مسیح موعود کے والد صاحب میرزا غلام مرتضےٰ رئیس قادیان نے پچاس گھوڑے اور پچاس سوار سے گورنمنٹ عالیہ کو مدد دی تھی اور اسی نازک موقعہ پر جبکہ وحشیانہ ہوا چل رہی تھی اپنے کثیر حصہ جائداد کو فروخت کر کے اور گھوڑے خرید کر اور سوار بہم پہنچا کر حق اخلاص و خیر خواہی ادا کر دیا

ہوا کرتی ہین تو آپ نے جواب دیا اور فرمایا کہ یہ سچ ہے مگر مین عورت بادشاہ ہون مین ایسا ہرگز نہین کرون گی- اب ذرا سوچنے کا مقام ہے کہ اگر خدا نے ملکہ معظمہ کے دل کو ایسے طور سے ہمدرد رعایا نہ بنایا ہوتا تو ۱۸۵۷ء مین جو کچھ ہندوستانیون سے بغاوت ظہور مین آئی تھی وہ ایک سخت سزا کے لایق تھے جس سے عمداً درگذر کی گئی +

ان سب باتون سے ہم یہ نتیجہ نکالتے ہین کہ گو بظاہر ملکہ معظمہ عیسائی مذہب رکھتی تھین مگر خدا نے ان کو مذہبی تعصبات اور مذہبی رنگ آمیزیون سے بالکل پاک رکھا تھا اور یہی وجہ ان کے اقبال اور شوکت اور شان کی تھی کہ ان کا دل شاہانہ ہمدردی رعایا سے پُر تھا- ان کی یہ شائستگی اور اخلاقی حالت پادریون کے ذریعہ سے نہین تھی بلکہ اپنے شریف آباؤ اجداد کے تخم سے اور اپنی فطرت کے گوہر تابان کی وجہ سے تھی- یہ تو ظاہر ہے کہ عیسائیون مین زیادہ تر انجیل پڑھنے والے مشنری لوگ ہین جن کی ہمیشہ یہ آرزو رہتی ہے کہ سرکاری سکولون اور کالجون مین بھی انجیل لازمی ٹھہرائی جائے- لیکن اگر ان کی روحانی حالتون کا مثلاً ملکہ معظمہ اور سلطنت کے دوسرے ارکان سے مقابلہ کیا جائے تو مجبوراً اقرار کرنا پڑے گا کہ ان مشنری لوگون کو ان خداداد اخلاق سے جو ملکہ معظمہ یا ان کے حکام کو عطا کئے گئے ہین کچھ بھی نسبت نہین- پس اگر یہ اخلاق فاضلہ انجیل کی وجہ سے ہوتے تو سب سے زیادہ پادریون مین ہونے چاہئے تھے حالانکہ ان مین مفقود ہین اور عمدہ صفتین اکثر ایسے انگریزون مین دیکھنے مین آتی ہین کہ نہ تو وہ پادری ہین اور نہ ان کو پادریون کی صحبت کا بہت اتفاق ہوتا ہے +

انسانی سرشت مین اگرچہ بہت سی اعلے درجہ کی قوتین ودیعت رکھی گئی ہین لیکن دو قوتین گویا خاص علامت انسان ہونے کی ہین (۱) ایک یہ کہ اخلاقی حالت ایسے اعلے درجہ پر ہو کہ کوئی مذہبی بخل اور تعصب یا اعتقادی مخالفت اس مین رخنہ انداز ہو سکے (۲) دوسری یہ کہ دماغی بیدار مغزی اور روشنی حواس اور تیزی عقل ایسے کمال پر ہو

جو تدابیر ملکی اور مصالح نگرانی رعایا مین بہت ہی کم غلطی کا اتفاق ہوا ب صاف ظاہر ہے کہ اگر ان دونون قوتون کو اکمل اور احسن درجہ پر پہونچانے کے لئے انجیل کی ضرورت ہے تو پھر یہ قبول کرلینا چاہئے کہ مشنریون سے بڑھکر کوئی عیسائی ان دونون قوتون مین صاحب کمال نہین حالانکہ یہ صریح غلط ہے اگر مثلاً کسی بشپ کو گو کلکتہ کا ہی بشپ ہو بجائے لارڈ کرزن کے وایسرائے کیا جائے تو کیا کوئی عقل مان سکتی ہے کہ جس روشن دماغی اور وسعت اخلاق کی مدد سے لارڈ کرزن کام کر رہے ہین وہ بشپ بھی ایسا ہی کام کرسکے گا۔ ہرگز نہین بلکہ یہ لوگ ایسے ہین کہ ان کی سوچین بہت دور تک نہین جاسکتین اور ان کے اخلاق کا دائرہ نہایت محدود ہے اور ان کا اخلاقی اور ذہنی چشمہ تعصب اور کوتہ اندیشی کے کیچڑ سے محفوظ نہین ہے ؞

یہ لوگ اپنی نہایت سادہ طبعی سے خیال کرتے ہین کہ اب ایسا زمانہ آگیا ہے۔ کہ حضرت مسیح کی خدائی کو لوگ ہنسی خوشی سے قبول کرلین گے اور یہ نہین جانتے کہ زمانہ کے دماغی قوے اب اس دھوکے مین ہرگز آ نہین سکتے کہ ایک انسان کو خدا قرار دین۔ یہ عقیدہ جب یورپ کے لوگون کے گلے پڑگیا وہ اور زمانہ تھا اور اب یہ زمانہ اور ہے اور جس درجہ عقل اور فہم تک اب یورپ نے ترقی کرلی ہے۔ اگر اس پہلے زمانہ مین یہی ترقی ان کو... حاصل ہوتی تو وہ کبھی اس غلطی کی برداشت نہ کرسکتے۔ غرض یہ ثابت شدہ امر ہے کہ تمام سلسلہ مشنری صاحبون کا ان دونون قوتون مین عمدہ نمونہ اپنے اندر سے پیش نہین کرسکتا۔ لیکن دوسرے انگریز جو نہ مشنری ہین نہ واعظ انجیل وہ دماغی اور اخلاقی قوے کا وہ عمدہ نمونہ دکھلاتے ہین کہ جس سے سلطنت کو قوت پہونچتی ہے۔ پھر ہم یہ بھی دیکھتے ہین کہ پادری صاحبان جس مسئلہ الوہیت مسیح پر زور لگاتے ہین ایک ذرہ ثبوت اسکا ان کے پاس نہین ہے۔ صرف رسم اور عادت کے رنگ مین یہ عقیدہ ان کو پیارا معلوم ہوتا ہے درحقیقت وہ خیالات جو عادت مین داخل ہوجاتے ہین اور پھر مصالح حمیت قومی کا ان پر رنگ

چڑھ جاتا ہے۔ ان کا دور کرنا نہایت ہی مشکل ہو جاتا ہے۔ خدا کا وجود در پردۂ غیب ہے اس سے ڈرنے والے وہی لوگ ہوتے ہین جو انصاف اور راست بازی کو اپنے اصول مقرر کر لیتے ہین اور ان کا آرام اور ان کا بہشت اور ان کا ہر ایک سامان راحت سچائی مین ہوتا ہے۔ اور باقی تمام لوگ تعصب مین مبتلا ہین وہ خدا کی پرستش نہین بلکہ رسم اور عادت اور قوم کی پرستش کرتے ہین اور یہ اعتراض صرف عیسائیون پر نہین بلکہ مسلمانون پر بھی یہی الزام عائد ہوتا ہے۔ جب تک انسان صرف ایک مذہبی رنگ مین زندگی بسر کرتا ہے اور اس روح سے خالی ہے جو خدا کی طرف سے پھونکی جاتی ہے خواہ وہ ایک پادری کی صورت مین ہے اور خواہ ایک مولوی کے پیرایہ مین اور خواہ ایک پنڈت کی شکل مین وہ پاک زندگی سے بے بہرہ ہے اور اس سے تعصب کا الگ ہونا ایسا مشکل ہے جیسا کہ ایک بدبودار مادہ سے بدبو کا دور ہو جانا اور اس کے اخلاق کا وسیع ہونا اس سے بھی زیادہ تر دشوار ہے ؎

لیکن وہ شخص جس کی زندگی مذہبی رنگ پر نہین بلکہ علمی رنگ پر ہو وہ تعصب سے دور ہوتا ہے اور اخلاق اس کے بہت وسیع ہوتے ہین اور عامہ خلائق کا وہ ہمدرد ہوتا ہے۔ اب اس فرق کو خوب غور کر کے سمجھ لو ایسا نہ ہو کہ دھوکا کھاؤ اور فرق یہ ہے کہ مذہبی رنگ کے انسان جیسا کہ اخلاقی حالت ان کی نہایت پست اور گری ہوئی ہوتی ہے ایسا ہی وہ اکثر بہت ذلیل خیالات مین مبتلا ہوتے ہین اور کوئی واقعہ کسی ایسی تبدیلی کا ان کو پیش نہین آتا جس سے وہ عوام الناس کے ہاتھ سے دکھ اٹھاوین اور لعنت ملامت کا نشانہ بنین بلکہ وہ ہمیشہ رسمی عقائد اور اعمال کی بجا آوری مین قوم کے غلام ہوتے ہین اور اپنی وجاہت اور عزت اور آمدنیون کو مدنظر رکھ کر اور قومی تعصب کا بت اپنی آنکھون کے سامنے نصب کر کے ہر وقت اسی کو سجدہ کرتے ہین اور اسی کے مناسب حال ان کا حرکت و سکون ہوتا ہے اور تمام عمر ان کو یہ موقعہ نہین ملتا کہ وہ کسی...

مقام مین عوام کی مخالفت کر سکین اور بسا اوقات ان کا کانشنس ان کو ملزم بھی کرتا ہے کہ جن عقیدون پر وہ اصرار کرتے ہین ان کے متعلق ان کے پاس کوئی دلیل نہین مگر پھر بھی وہ انکو چھوڑنا نہین چاہتے۔ وہ اس سچی تحقیق سے کام نہین لیتے۔ جو ایک دنیادار اپنے ادنٰے درجہ کے دنیا کے امور مین اس سے کام لیتا ہے۔ بلکہ وہ **روحانیت کی امنگ** سے کوئی بھی کام نہین کرتے برخلاف اسکے علمی رنگ کا ایک انسان اپنے سچے جوش اور توجہ سے سچائی کو ہاتھ لگانا چاہتا ہے اور وہ اس بات کا شیدا ہوتا ہے کہ قوی دلائل کے ساتھ کوئی بات پیدا ہو ماسوا اس کے وہ تنگ اخلاق بھی نہین ہوتا۔ بلکہ علمی روشنی کے ذریعہ سے وہ دوسرون کو بھی روشن کرنا چاہتا ہے اسی وجہ سے قدرتی طور پر اس کے اخلاق نہایت وسیع ہوتے ہین اور جیساکہ ایک باپ بچون کے لئے اپنی پوری ہمدردی کو خرچ کرتا ہے ایسا ہی علمی رنگ کے انسان کا حال ہوتا ہے وہ بیہودہ اور بے دلیل باتون پر نہ آپ قائم ہوتا ہے اور نہ خواہش رکھتا ہے کہ کوئی دوسرا قائم ہو۔ بلکہ دلائل قاطعہ کا عاشق ہوتا ہے اور خاموشی کے ساتھ ان کو سنتا اور ان کو لینے کے لئے تیار ہوتا ہے +

مذہب کا علمی پیرایہ

یہ زمانہ جس مین ہم ہین بالطبع تقاضا کرتا تھا کہ بجائے مذہبی جھگڑون اور خرخشون کے جن کی محض قصّون کہانیون پر بنیاد ہے علمی سلسلہ قائم ہو کیونکہ جن قصّون کی بنیاد پر نوع انسان کے مذاہب نے اب تک عمر بسر کی ہے وہ قصّے انسانون کو کسی منزل تک نہین پہنچا سکے اور کسی سچائی کو روشن کرکے نہین دکھلا سکے بلکہ دنیا کو نرے مذہبی رنگ سے بہت نقصان پہونچا ہے اور ان کی اخلاقی حالتین نہایت پست ہوگئی ہین اور انسانیت کی ہمدردی بالکل جاتی رہی ہے۔ اور روحانیت کو نہایت درجہ صدمہ پہونچ گیا ہے اس لئے خداتعالٰے نے ایسے وقت مین جبکہ بہت سے زمینی امور بھی علمی رنگ مین آتے جاتے ہین۔ چاہا کہ مذہبی مباحث کو

بھی علمی رنگ مین ظاہر کرے سو اس کے لئے خدا تعالے نے ہمارے امام مسیح موعود کو دنیا مین بھیجا تا تمام دنیا جن جن امور مین مذہبی مباحث کے پیرایہ مین باہم جنگ و جدل کر رہی ہے ان حقیقتون کو علمی رنگ مین کھول کر دکھلایا جاوے۔ اور خود اہل دنیا کو اس بات کی ضرورت محسوس ہو رہی ہے کہ جبکہ اس علمی ترقی کے زمانہ مین طبعی اور ہیئت نے بھی ایک چمک دار جامہ پہن لیا ہے تو چاہئے کہ وہ مذہب جو دنیا کے تمام مذہبون مین سے درحقیقت سچائی اور خوبصورتی اپنے اندر رکھتا ہے وہ بھی علمی رنگ مین اپنی سچائی کا تاج مرصع اپنے سر پر رکھے اور شوکت بیان اور قوت برہان کی چست قمیص زیب تن کر کے دکھلاوے اور پھر قمیص کے نیچے کا حصہ ایک ایسی نورانی.... چادر سے پیرون تک ڈھکا ہوا ہو کہ کوئی برہنگی اس سے نظر نہ آسکے +

یہ یاد رکھنا چاہئے کہ جب کبھی ایک دن مذہبون کی لڑائی کا خاتمہ ہوگا تو وہ علمی رنگ کے ظہور کے وقت مین ہوگا نہ کسی اور وقت مین اور ہر ایک مذہب جو علمی رنگ مین اپنی چمک دکھلائیگا وہی سچائی کا بادشاہ سمجھا جائے گا اور یقین سمجھو کہ وہ دن دور نہین ہین۔ بلکہ آگئے۔ اور انسانون کے دماغی قوے ایک نقطہ تک پہنچ گئے ہین کہ اب وہ علمی روشنی پر قصون کو ترجیح نہین دے سکتے۔ جو لوگ ان دنون مین اپنے دماغی قوے کو دنیا کے کامون مین خرچ کر رہے ہین وہ اپنے اندر اس بات کے لئے ایک مناسبت پیدا کرتے جاتے ہین کہ اپنے دین و مذہب مین بھی انہی دماغی قوے سے کام لین سو امید رکھنی چاہئے کہ یہی قوے جو ہر روز تیز کئے جاتے ہین کسی وقت دین کی اصلیت سمجھنے کیلئے بھی مفید ہون گے۔ غرض اب ایک ایسا زمانہ آگیا ہے جو دماغی قوے کو بیدار کر رہا ہے اور بڑی تیز حرکت کر کے انسانی حوائج کے ہر ایک امر کو علمی رنگ مین لانا چاہتا ہے۔ اور صریح معلوم ہوتا ہے کہ اس زمانہ مین خدا تعالے کا یہی ارادہ ہے کہ بیجا قصے اور جھوٹے مبالغے درمیان سے دور کر کے علمی شہادتون سے ہر ایک امر کی اصلیت ظاہر کرے۔ اس زمانہ

مین انسانی چال چلن کی ہیکل اس بیمار سے مشابہ ہے جس کا کوئی عضو بیماری سے خالی نہ ہو اور سر سے پیر تک انواع اقسام کے امراض کا مجموعہ ہو اسی طرح اکثر انسانون کے عقائد ایک طرف گندے اور خراب ہین اور ایک طرف اخلاقی حالت بھی درست نہین اور پھر معاملات بھی سراسر مغشوش اور فساد سے بھرے ہوئے ہین پس ایسی صورت مین یہ تمام تانا بانا جو بگڑ چکا ہے کیونکر درست ہو پس اس سوال کا جواب یہی ہے کہ بجز اسکے کہ مذہب کو علمی رنگ مین لایا جاوے اسوقت تک کسی صورت سے بھی اس گندے کیچڑ سے نجات ممکن نہین +

اور علمی رنگ سے مراد یہ ہے کہ ایسے صاف اور پاک دلائل جو محض بیہودہ قصون پر مبنی نہ ہون تلاش کر کے اول مسئلہ خداشناسی کو غلطیون سے مبرا کیا جائے اور پھر بعد اس کے اسی طرح حکیمانہ اصول کے موافق اخلاق اور معاملات پر نظر ڈالی جائے پس کچھ شک نہین کہ اس تنقیح اور تحقیق کے بعد تمام عقائد اور اخلاق اور معاملات یقینی نور کے ساتھ رنگین ہو جائین گے اور وہ کمزوری جو شک اور شبہ کی حالتین عقائد وغیرہ کے لئے ایک لازمہ ذاتی ہے وہ دور ہو جائیگی۔ زمانہ اس بات کا محتاج ہو رہا ہے کہ اسکے لئے کوئی ایسی راہ پیدا ہو جس پر قدم مارنے سے وہ نفسانی جذبات اور سفلی تاریکیون سے نجات پاوے اور سچی خداشناسی اور سچے اخلاق اور معاملات مین سچی امانت اور دیانت پیدا ہو جائے اور دیکھا جاتا ہے کہ ان ہر سہ قسم کی سچائیون کو چھوڑنے سے نوع انسان کو بہت نقصان پہنچتا ہے اور وہ ایک نہایت تاریک گڑھے کی طرف کھینچے جا رہے ہین۔ ہر ایک قوم نے اپنے رنگ مین تاریکی سے حصہ لیا ہے۔ عیسائیون نے حضرت مسیح کو خدا بنا کر توحید کے پاک چشمہ مین ہزارون من کیچڑ ڈال دیا ہے۔ ان مین جو عقلمند ہین وہ اس بات کو بخوبی سمجھتے ہونگے کہ انہون نے ایک عاجز انسان کو خدائے قادر قیوم کی جگہ دیکر ایک مخلوق فانی کو خدائے ازلی ابدی کے تخت پر بٹھا دیا ہے۔ مسلمانون نے اگرچہ اپنے

منہ سے یہ اقرار کیا ہے کہ وہ اس سچے خدا پر ایمان لاتے ہین جو ازلی ابدی غیر متبدل قادر خدا ہے جو مرنے اور پیدا ہونے سے پاک ہے لیکن اکثر لوگون کی حالتین اس اقرار کے مخالف ہین۔ اور اگرچہ ہمین اقرار کرنا پڑتا ہے کہ یہ عقیدہ اس سچائی کا مرکز ہے جو عنایت ازلی سے محض اسلام کے حصہ مین ہی آئی ہے اور اسلام کی ہی یہ خوبی ہے تاہم افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ اس زمانہ مین اکثر مسلمان جس خدا پر ایمان لانے کا دعوے کرتے ہین درحقیقت اس پر ان کو ایمان نہین ہے نہ ان کو خدا پر بھروسہ ہے اور نہ دعا اور عبادات مین خلوص اور اہتمام ہے اور نہ اس خدائے وحدہ لاشریک پر یقین ہے بلکہ مین خیال کرتا ہون کہ اگر یہ لوگ صرف ظنی طور پر ہی اس خدا کو شناخت کر لیتے تب بھی ان کے اخلاق اور معاملات اور اعمال پاک ہو جاتے۔ اس لئے صرف ایک قوم اصلاح کی محتاج نہین بلکہ یہ تمام قومین اس بات کی محتاج ہو رہی ہین کہ نئے رنگ مین پاک ہدایتین حاصل کرین اور پھر خدا سے قوت پا کر سچائی اور راستبازی کا کامل طور پر جامہ پہن لین۔

ایسی اصلاح محض انسانی عقل کا کام نہین ہے کیونکہ اس کے ساتھ وہ روشنی نہین ہے جو آسمان سے نازل ہوتی اور دلون کو آرام بخشتی ہے۔ اور نہ اس زمانہ مین فقط کسی گذشتہ زمانہ کا حوالہ دینا کافی ہو سکتا ہے کیونکہ گذشتہ باتین جو اب محض بطور قصہ کے پیش کیجاتی ہین اس وقت کام نہین کر سکتین۔ مذہب کی حقیقی عظمت وہ ہے جو موجود ہو اور بدیہی طور پر دکھائی دے نہ یہ کہ وہ باتین کی باتین ہون جو محض ایک قصہ کے رنگ مین سنائی جاتی اور پیش کی جاتی ہین جب الحاد اور دہریت کے خطرناک طوفان مین موجودہ مذاہب گرنا چاہتے ہین اس طوفان سے فقط گذشتہ قصے بچا نہین سکتے۔ کیونکہ وہ اپنے اندر یقینی طور پر سچائی کی روشنی نہین رکھتے بلکہ ایک موجودہ تاریکی کے دور کرنے کے لئے ایک موجودہ روشنی کی ضرورت ہے صرف روشنی کے نام سے تاریکی دور نہین ہو سکتی جب تک اس روشنی کا وجود مرئی اور محسوس نہ ہو۔ لہذا اس زمانہ کی پر ظلمت حالت کو

ایک موجودہ روشنی کے ذریعہ سے تاریکی سے باہر لانا چاہئے۔ کسی عقیدہ کا واقعی طور پر... یقین دل مین آجانا ہرگز ممکن نہین جب تک کہ اس عقیدہ کے دلائل علمی رنگ مین بپایۂ ثبوت پہونچ نہ جائین۔ یعنی ایسی عظمت جو محققون کے دلون کو اپنی طرف کھینچ لے ہرگز کسی عقیدہ مین پیدا نہین ہوسکتی۔ جب تک کہ اس عقیدہ کی یقین پر بنا نہ ہو خاص کر اس زمانہ مین جب کہ بیقیدی اور الحاد کا خوفناک سیلاب ان پلون کو توڑتا جاتا ہے جو محض قصون اور گذشتہ روایات کی اینٹون سے بنائے گئے تھے۔

یہ ایک ایسا زمانہ ہے کہ صرف پرانے قصے عجائب پیرایون مین پیش کرنے اس مین کافی نہین ہین۔ انسانون کے دماغی قوے اب اس غذا سے فائدہ نہین اٹھا سکتے کہ جو اس سے پہلے مہیا کی جاتی تھی بلکہ ہر ایک شخص محسوس کر رہا ہے۔ کہ اب وہ علمی.... رنگ کی تحقیقاتون کا محتاج ہے اور یہ خیال کہ ایسی تحقیقاتون سے گورنمنٹ انگریزی ناراض ہے گورنمنٹ عالیہ کی صاف دلی پر بیہودہ بدظنی ہے۔ ہم یقیناً جانتے ہین کہ گورنمنٹ اہل ہند کی وفاداری کو صدق دل سے تسلیم کر چکی ہے۔ بالخصوص ان خاندانون کی نسبت جنہون نے طوفان بغاوت کے زمانہ مین ثابت کر دیا کہ وہ اس دولت کے سچے خیرخواہ ہین گورنمنٹ عالیہ کو کامل طور پر اطمینان ہے کہ وہ ایسے نہین ہین کہ ان سے کوئی حرکت بیوفائی کی صادر ہوسکے اور بلاشبہ گورنمنٹ عالیہ کے مدبر ارکان ان پر نہ صرف نیک ظن رکھتے ہین بلکہ اس دانا گورنمنٹ کو آئندہ بھی ان کی وفاداری پر بہت کچھ بھروسہ ہے۔ ہر ایک شخص جو آنکھون سے کام لیتا ہے وہ چشم دید سے بڑھکر کسی دوسری شہادت کو معتبر نہین سمجھتا گورنمنٹ کا وہ دفتر وہ تحریرین وہ حکام اب تک موجود ہین جو بخوبی جانتے ہین کہ میرزا غلام مرتضے صاحب رئیس قادیان جو ہمارے میرزا صاحب حضرت مرزا غلام احمدؑ صاحب کے والد تھے کیسے وفادار اور سچے خیرخواہ رعایا مین سے تھے اور پھر آپ کے بھائی میرزا غلام قادر نے سنہ ۱۸۵۷ء

مین تمو کے گذر کی لڑائی مین اپنی جان کو خطرہ مین ڈال کر گورنمنٹ پر ثابت کر دیا کہ وہ نہ محض مال سے بلکہ جان سے بھی گورنمنٹ کی مدد کے لئے ہر وقت تیار ہین - اور جانفشان مخلص ہین - چنانچہ حکام کی خوشنودی کی چٹھیات اب تک موجود ہین - پھر بعد اسکے پورے بائیس برس سے ہمارے امام اس خدمت مین لگے ہوئے ہین کہ پچاس کے قریب ایسی کتابین عربی اور فارسی اور اردو مین تالیف کی ہین جن مین بار بار مسلمانون کو اس گورنمنٹ کی اطاعت کی ترغیب دی ہے اور جہاد کی ممانعت کی ہے اور وہ کتابین نہ صرف برٹش انڈیا مین بلکہ تمام اسلامی ممالک مین شائع کر دی ہین اور اسی مضمون کے اشتہار بھی شائع کئے ہین بلکہ اپنی جماعت کے اصولون اور عقائد مین یہ شرط داخل کر دی ہے کہ وہ ہمیشہ اس گورنمنٹ کی سچی خیرخواہ رہے - ہر ایک جو آپ کی بیعت کرتا ہے اسکو اپنے اندر یہ تبدیلی کرنی پڑتی ہے کہ وہ درحقیقت اس گورنمنٹ کا سچا خیر خواہ بن جائے -

تثلیث اور توحید

نجات کی ضرورت

جہانتک مین سوچتا ہون ان لوگون کے لئے جو خدا تعالے کے وجود کو مانتے اور اس کی ہستی اور اس کی تمام پاک صفات اور جزا سزا پر ایمان رکھتے ہین سب سے ضروری امر یہ ہے کہ وہ نجات کے صحیح طریقہ کو تلاش کرین اور اگر خدا کے قدیم قانون قدرت اور صحیفہ فطرت اور اس کی پاک کتابون کی تعلیم کی کھلی کھلی شہادتون سے اور نیز جو اس کی کتابون پر ایمان لانے والے فرقے ہین ان کی کثرت رائے سے اور دوسرے زندہ ثبوتون سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ بغیر مسیح کے خون کے نجات نہین اور بغیر عقیدہ تثلیث کے رہائی نہین تو اس صورت مین بڑا گناہ ہوگا کہ اس عقیدہ کو قبول

نہ کیا جائے کیونکہ جس جگہ یہ تمام امور اکٹھے ہونگے ممکن نہین کہ وہ امر غلط ہو۔ لہذا ضروری ہے کہ اسوقت ان پانچون پہلوؤن پر نظر ڈالین اور پھر جو نتیجہ نکل سکتا ہے معزز ناظرین کو اس سے اطلاع دیدین +

نجات اور لعنت

نجات کے بارے مین جس طریق کی طرف مسیحی واعظان دعوت کرتے ہین۔ وہ یہ ہے کہ نجات ان دو باتون پر موقوف ہے اول یہ کہ ایک شخص اس طرح پر تثلیث پر ایمان لاوے کہ باپ اور بیٹا اور روح القدس کو ایک وجود سمجھے اور پھر تین بھی اور ان کا تین ہونا عقیدہ رکھے اور پھر ایک بھی (۲) اور دوسری بات یہ کہ وہ اس بات پر ایمان لاوے کہ یسوع مسیح نے صلیب کے ذریعہ سے مرکر اس لعنت سے پورا حصّہ لیا جو شیطان اور اسکے گروہ کے لئے قدیم سے تیار کی گئی تھی اور اس طور سے اس پر ایمان لانے والے اس مہلک لعنت کے پھلون اور نتیجون سے بچائے گئے۔ جو کفر اور ظلم اور طرح طرح کی بدکاریون کا خیال دلون مین ڈالتی اور بے ایمانی کی راہ سکھاتی اور دلونکو اندھا کر دیتی اور خدا سے بیزار اور جدا کر دیتی ہے اور ایسے لوگ جو اس لعنت سے حصہ لیتے ہین ان کے لئے یہ ضروری امر ہے کہ شیطان کے وارث ہو کر بے ایمان اور خدا سے برگشتہ ہو جائین اور ہمیشہ کے جہنم مین جائین کیونکہ لعنت شیطان کے منہ کا سیہ داغ ہے مگر یسوع مسیح نے دنیا سے یہ محبت کی کہ ایسی مہلک اور خطرناک لعنت جو ایمان کی دشمن ہے جسکے ایسے مہلک اور خطرناک نتیجے ہین اپنے باپ سے درخواست کرکے اپنے ہی دل پر وارد کرالی۔

یہ وہ دو باتین ہین جن پر مسیحی صاحبون کے عقیدہ کے رو سے نجات موقوف ہے لیکن افسوس کہ یہ دونون باتین ایسی ہین کہ نہ تو خدا کا قانون قدرت اور صحیفہ فطرت ان کا مصدق ہے اور نہ اس کی پاک کتابون مین ان کی کوئی گواہی پائی جاتی ہے اور نہ کوئی زندہ ثبوت ان کا مؤیدّ ہے اور نہ اہل کتاب کی کثرت رائے نے ان کی سچائی پر مہر لگائی ہے +

قانون قدرت کی شہادت

اول تثلیث کو دیکھو تو خدا کا قانون قدرت بالکل اسکے مخالف ہے۔ خدا نے ہر ایک بسیط چیز کو کروی شکل پر پیدا کیا ہے جو توحید سے نہایت مناسب ہے دیکھو آفتاب ماہتاب ستارے زمین سب کروی شکل ہی ہین یہانتک کہ عناصر کی شکل بھی کروی ہی ثابت ہوتی ہے۔ اگر پانی کے ایک قطرہ کو دیکھو تو اس کو بھی کروی شکل کا ہی پاؤگے اب ظاہر ہے کہ اگر تثلیث کا مسئلہ صحیح ہوتا تو ہر ایک بسیط کی سہ گوشہ شکل ہونی چاہیئے تھی اور ضروری تھا کہ آسمان کے ستارے اور زمین کے عناصر سب سہ گوشہ شکل رکھتے تا تثلیث پر ان کی دلالت ہوتی۔ یہ عجیب بات ہے کہ خدا تو اپنی ذات مین مثلث ہو۔ مگر اسکے ہاتھ سے نکلے ہوئے تمام بسائط ..... کروی شکل رکھین۔ اب خوب غور کر لو کہ خدا کا قدیم قانون قدرت تثلیث کے عقیدہ کی کچھ بھی تائید نہین کرتا بلکہ اس کی نفی کرتا ہے +

صحیفہ فطرت کی شہادت

اب جبکہ قانون قدرت سے تثلیث پر کوئی شہادت پیدا نہ ہوئی۔ تو ہم صحیفہ فطرت کو دیکھتے ہین کہ کیا اس مین سے تثلیث پر کوئی گواہی ملتی ہے۔ تو فی الفور ثابت ہوتا ہے کہ صحیفہ فطرت بھی مسئلہ تثلیث کا ایسا ہی مخالف ہے جیسا کہ قانون قدرت حضرات عیسائی صاحبان اس بات کو مانتے ہین بلکہ کتاب میزان الحق مین پادری ڈاکٹر فنڈل صاحب نے اس بات کا اقرار کر لیا ہے کہ اگر کسی جزیرہ مین ایسے لوگ موجود ہون جن کو انسانی عقل دی گئی ہے اور تثلیث کی تعلیم ان تک نہین پہونچی تو ان سے قیامت کو محض توحید کی باز پرس ہوگی تثلیث کی باز پرس نہین ہوگی۔ اب دیکھئے کہ اگر انسان کے صحیفہ فطرت مین تثلیث کی شریعت موجود ہوتی تو ضرور ایسے لوگون سے جو اس کے منکر ہین اور عقل رکھتے ہین گو تثلیث کی تعلیم ان تک نہین پہونچی۔ خدا کا مواخذہ ہوتا۔ اگر صحیفہ فطرت مین صانع حقیقی کی طرف سے کوئی تثلیث کا نقش بھی موجود ہے تو کیا وجہ کہ اس پر عملدرآمد نہ کرنے سے باز پرس نہ ہو۔ ظاہر ہے کہ وہ شریعتین جو انسان کو نبیون کی معرفت ملی ہین وہ باطنی شریعت کا ایک ظل ہین۔ انسان کسی امر کے قبول کرنے کے

سے لئے مکلف نہین ہو سکتا جس کا باطنی شریعت کے نقوش مین نام ونشان نہ ہو اور باطنی شریعت ہم کو صرف یہ سکھلاتی ہے کہ خدا وحدہ لاشریک ہے مگر اسکا مثلث یا مربع ہونا اور تین اقنوم سے مرکب ہونا یہ ایک ایسا امر ہے کہ انسانی فطرت پر کوئی نقش اس کا نمایان نہین یہی وجہ ہے کہ گو انسانون نے بیہودہ حیلہ جوئیون کے طور پر ہزارہا بلکہ لکھوکہا دیویان اور دیوتے اپنی طرف سے تراش لئے ہین۔ مگر باوجود اسکے پھر بھی ان کو ماننا پڑا۔ کہ خدا ایک ہے۔ پس کیا وجہ کہ باوجود اسقدر وسیع شرک کے دلون نے کثرت معبودون پر آرام نہ کیا۔ اس کی یہی وجہ ہے کہ صحیفہ فطرت نے ان کو اس بات کے لئے مجبور کیا کہ وہ خدائے واحد کو مان لین +

نبیون کی کتابون کی شہادت

اب جبکہ قانون قدرت اور صحیفہ فطرت دونون تثلیث کے منکر ثابت ہوئے تو یہ دیکھنا باقی رہا کہ نبیون کی پاک کتابون کی کھلی کھلی کیا تعلیم ہے۔ میری دانست مین .... بائیبل نے باوجود صدہا تغیر تبدل کے جو اس مین واقع ہوئے توحید کی تعلیم کو ایسے پورے طور پر انجام دیا ہے کہ توریت سے ملاکی نبی تک تمام کتابین توحید کی تعلیم پر زور دے رہی ہین اور اس سے پُر ہین۔ نمونہ کے طور پر دیکھو توریت۔ خروج $\frac{۳۴}{۱۴}$ دانیال $\frac{۳}{۲۸}$ یسعیا $\frac{۴۴}{۶و۸}$ و یسعیا $\frac{۴۵}{۵و۶}$ و $\frac{۴۵}{۱۸}$ یرمیا $\frac{۱۰}{۶}$ ہوسیع $\frac{۱۳}{۴}$ زبور $\frac{۸۶}{۱۰}$ نحمیہ $\frac{۹}{۶}$ تواریخ کی پہلی کتاب $\frac{۱۷}{۲۰}$ ۔ ایسا ہی اور صدہا مقامات پر ان کتابون مین کھلی کھلی توحید کی تعلیم ہے اور اگر انجیل کی تعلیمون کو دیکھا جائے جسکے محرف کرنے مین سخت کوشش کی گئی ہے۔ تو ان مین بھی کھلی کھلی تعلیم توحید کی ہی ثابت ہو گی۔ اور تثلیث کا نام ونشان نہین ہو گا۔ ایک شخص جو خدا سے خوف کرتا اور کوئی حصہ حیا اور انصاف کا اپنے اندر رکھتا ہو وہ اگر ان تمام کتابون کی کھلی کھلی تعلیم جو توحید کے بارے مین ہے ترازو کے ایک پلہ مین رکھے اور دوسرے پلہ مین عیسائی مذہب کے وہ توہمات رکھے جو بعض پیشگوئیون کے غلط معنون سے یا انجیل کے بعض ان فقرون سے جو استعارات کے رنگ مین ہین

بنائے گئے ہین اور پھر ایک نظر اس ذخیرہ پر ڈالے جو توحید کا ذخیرہ ہے اور ایک نظر ان چند توہمات پر جو حضرت مسیح کے خدا بنانے کے لئے تراشے گئے ہین تو میری دانست مین وہ نہایت آسانی سے سمجھ جائے گا کہ خدا کی کتابون پر یہ امید رکھنا کہ تثلیث ثابت ہو یہ ایسی ہی امید ہے کہ جیسے کوئی شخص ایک پھونک مار کر آفتاب کی روشنی دور کرنا چاہے کیا کوئی شخص یہ بات منہ پر لا سکتا ہے کہ جس صفائی اور تصریح اور تاکید اور بار بار کی وصیت سے صدہا مرتبہ توریت اور دوسرے نبیون کی کتابون مین توحید کی طرف بلایا گیا ہے وہی صفائی اور تصریح اور تاکید اور بار بار کی وصیت تثلیث کے بارے مین بھی پائی جاتی ہے۔ حاشا وکلا ہرگز ہرگز نہین اور اگر یہ تاکید پائی جاتی ہے تو مین سب سے پہلے قبول کرونگا ورنہ ہمین نہین چاہئے کہ خدا سے بے خوف ہو کر محض، توہمات کی بنیاد پر ان دلائل کو ہاتھ سے پھینک دین۔ جو قطعیۃ الدلالت ہین۔ اگر توہمات سے ہی کام لینا ہے تو پھر ان ہندؤن کا کیا گناہ ہے جو راجہ رامچندر صاحب اور راجہ کرشن صاحب کو خدا بنائے بیٹھے ہین۔ اس قسم کے خداؤن کی دنیا مین کمی نہین۔ یہ کس قدر ظلم ہے کہ دوسرون کے حق مین ابن اللہ وغیرہ ہونیکے الفاظ یا اسی قسم کے اور استعارات جو بائیبل مین موجود ہین پائے جائین تو وہ لوگ سب انسان رہین۔ کوئی خدا نہ بنے لیکن جب وہی الفاظ بلکہ ان سے کمتر یسوع مسیح کے حق مین سمجھے گئے یا خیال کئے گئے اور وہ بھی صرف اعتقادی طور پر نہ قطعی فیصلہ سے تو ان سے حضرت مسیح خدا بن گئے اگر اسی طرح کسی کو خدا بنا سکتے ہین تو گو تانبے سے سونا بنانا محال ہی ہو مگر خدا بنانے کا نسخہ نہایت سہل ہے۔ لیکن کیا تم ایسے خدا پر بھروسہ کر سکتے ہو جسکو تم نے خود بنایا!!

اہل کتاب کی شہادت

اب جبکہ خدا کی کتابون سے بھی تثلیث کا کچھ پتہ نہ چلا تو آؤ ہم یہ بھی دیکھ لین کہ کیا اہل کتاب کی کثرت رائے نے تثلیث کو صحیح عقیدہ قرار دیا ہے۔ ظاہر ہے کہ

بائبل کے اول وارث یہودی تھے اور ان مین ایک مستقل اور کامل شریعت لانے والا نبی موسیٰ تھا جس نے نہ صرف توریت کو بنی اسرائیل کے حوالہ کیا بلکہ خود تفسیرین کر کے اسکے تمام معنے سمجھا بھی دیئے۔ اور توریت کی ہر ایک کتاب مین توحید کی تعلیم پر زور دیا گیا اور سخت تاکید کی گئی کہ ان تعلیمونکو حفظ کرو اور اپنی آستینون اور اپنی چوکھٹون اور اپنے دروازون کی پیشانیون پر لکھو اور ان کو ڈرایا گیا کہ اگر تم ان تعلیمون کو بھولوگے تو طرح طرح کی بیماریون اور زہرناک پھوڑون اور پھنسیون اور دوسری آفات ارضی و سماوی سے ہلاک کئے جاؤگے اور تم دیوانہ اور مجذوم ہوکر مروگے اور تعلیم پر توجہ دلانے کے لئے صرف دھمکی ہی نہین دی گئی بلکہ امیدین بھی دلائی گئین اور علاوہ اسکے یہ بھی انتظام کیا گیا کہ چودہ سو برس تک ان مین سلسلہ نبوت برابر چلا آیا ان پر بے نبی کے کوئی زمانہ نہ آیا اور خود حضرت موسیٰ نے ان کو اپنے مرنے کے وقت بیوہ عورت کی طرح نہین چھوڑا بلکہ خدا کے حکم سے بلاتوقف یشوعا نبی کو اپنا قائم مقام کر دیا اور پھر یہ سلسلہ نبیون کا ایسا برابر ان کی محافظت کرتا آیا کہ دنیا مین اس کی کوئی بھی نظیر نہین۔ ذرا اپنے تعصبون سے خالی ہوکر سوچو کہ... کیا ممکن تھا کہ یہودی توریت کی تعلیم کو جو توریت کا اصل مقصود تھا جس کو انہون نے صدہا نبیون کی معرفت سنا تھا اور جس کی نسبت ہمیشہ انکو تازہ بتازہ سبق ملتا تھا۔ اور جس پر عملی طور پر ان کے باپ دادے پابند چلے آتے تھے ایسا بھول جاتے کہ تثلیث اور کفارہ سے بالکل انکاری ہو جاتے۔ خدا کی ذات اور صفات کی نسبت جو توریت کی تعلیم تھی وہ صرف قصون کے رنگ مین توریت مین نہین تھی بلکہ یہودیونکے دلون مین ڈالی گئی تھی۔ ان کے بچے اور بوڑھی عورتین بھی اس تعلیم سے خبر رکھتی تھین۔

جبکہ تثلیث اور کفارہ مسیح سے انکار کرنا ایسا سخت کفر ہے کہ جسکے ترک

کرنے مین ابدی جہنم کی سزا ہے تو کیونکر خیال مین آسکتا ہے کہ نبیون نے اس ... عقیدہ کی تعلیم کو گول مول بیان کیا ہو بلکہ اس صورت مین بڑا فرض ان کا تو یہی ہونا چاہئیے تھا کہ وہ بار بار ایسے عقیدہ کو کھول کھول کر بیان کرتے اور کوئی ایسا لفظ منہ پر نہ لاتے جو اس عقیدہ کے منافی ہوتا پس یہ انہون نے کیا کیا کہ تمام کتابون کو توحید کی تعلیم سے بھر دیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ صرف توحید ہی یہودیون کے ذہن نشین ہوگئی اگر نبی لوگ تثلیث کی مسلسل تعلیم دیتے چلے آتے اور اپنی بعثت کی علت غائی اسی کو ٹھہراتے تو کیونکر ممکن تھا کہ یہودی اس تعلیم سے بے خبر رہ سکتے جبکہ اصل مدار نجات کا تثلیث اور خون مسیح تھا تو کچھ سمجھ مین نہین آتا کہ موسے اور دوسرے نبیون نے اس اہم مسئلہ کو کیون چھپایا اور شایع نہ کیا اور اگر شائع کیا تھا تو کیا وجہ کہ توریت مین اس تعلیم کا نام و نشان نہین پایا جاتا اور کیا وجہ کہ یہودیون کے تمام فرقے اس تعلیم سے ایسے بے خبر ہے۔ جیسا کہ ایک مسلمان کا بچہ ہندوؤن کے دیوتا۔ پوجا کے طریقون اور بت پرستی کے منترون سے بیخبر ہوتا ہے۔ یہ بات کس کو معلوم نہین کہ یہودی نہ آج سے بلکہ قدیم سے تحریر اور تقریر کے ذریعہ سے یہی گواہی دیتے آئے ہین اور اب بھی دیتے ہین کہ ان کی کتابون مین تثلیث اور کفارہ کا نام و نشان نہین اور نہ خدا کے دنیا مین مجسم ہو کر آنے کی ان کو امید دلائی گئی ہے۔ فرض کیا کہ یہودی فاسق تھے ظالم تھے خونی تھے لیکن اسقدر بے انصافی نہین کہ ہم یہ رائے ظاہر کرین کہ انہون نے اتفاق کرکے تثلیث اور کفارہ کی تعلیم کو جو ان کے ایمان کا مدار ہونی چاہئیے تھی توریت مین سے نکالدیا اور بجائے اس کے ایک سادہ توحید جو بالکل قرآن کے موافق ہے توریت مین لکھدی +

ہم دیکھتے ہین کہ باوجود ہزارون اختلافات کے جو یہودیون مین پائے جاتے ہین اس بات مین ان کے تمام فرقے متفق ہین کہ کبھی ان کو تثلیث اور کفارہ کی تعلیم نہین دی گئی۔ ان دنون مین کئی فاضل یہودیون سے خط و کتابت کرکے ان سے یہ امر استفسار

کیا گیا کہ آپ لوگون کو جیسا کہ انجیل سے انکار رہے ویسا ہی قرآن سے بھی ہے اسلئے ہم آپ کو قسم دے کر پوچھتے ہین کہ کیا خدا کے بارے مین توریت کی تعلیم عیسائیون کے مسئلہ تثلیث اور کفارہ سے مشابہ ہے یا قرآن کی تعلیم سے مشابہ تو انہون نے بڑی صفائی سے جواباً خطوط بھیجے اور تحریر کیا کہ توریت مین خدا کے بارے مین سراسر خدا کی تعلیم ہے ایک حرف بھی توریت کی تعلیم کا ایسا نہین ہے کہ تثلیث اور کفارہ پر دلالت کرتا ہو اور لکھا کہ وہ تعلیم قرآن کی تعلیم کے بالکل موافق اور تثلیث اور کفارہ کی تعلیم سے بالکل مخالف اور منافی ہے اور توجہ دلائی کہ توریت موجود ہے - اور نبیون کی تمام کتابین موجود ہین خود دیکھ لو کہ ان مین تثلیث اور کفارہ کی تعلیم کہان اور کدھر ہے وہ چٹھیات ان کی ہمارے دفتر مین موجود ہین اور خود یہودی ہمارے اس برٹش انڈیا مین بکثرت پائے جاتے ہین ہر ایک براہ راست دریافت کر سکتا ہے +

بیشک ایک خدا خوف اور طالب حق آدمی کو اس موقعہ پر غافلانہ طور پر نہین گذرنا چاہئے یہ تو سب کو معلوم ہے کہ الٰہی مدرسہ مین سب سے پہلے تعلیم پانے والے یہودی ہین جو خدا کی قوم کہلاتے رہے ہین - پس اس سے زیادہ دنیا مین کونسا حیرت افزا واقعہ ہوگا کہ باوجود اسکے کہ توریت کی تعلیم کو تازہ کرنے کے لئے چودہ سو برس تک متواتر نبی آتے رہے اور کثرت انبیاء کی وجہ سے کسی اجتہاد کی بھی حاجت نہ ہوئی - مگر پھر بھی یہودی تثلیث اور کفارہ کے مسئلہ سے بے خبر رہے اگر یہی مدار نجات تھا تو ان صدہا نبیون کی زندگی پر افسوس ہے جو یہودیون کی تعلیم کے لئے بھیجے گئے اور پھر ان کو اصل تعلیم سے بے خبر رکھتے رہے - کیا یہ مقام غور نہین کہ یہودیون مین ایک بھی کوئی ایسا فرقہ نہین کہ جس نے ایک ذرہ گمان بھی کیا ہو کہ ان کی نجات تثلیث اور کسی کی صلیبی موت پر موقوف ہے پھر مین یہ بھی کہتا ہون کہ اگر عیسائیون کے فرقے سب کے سب تثلیث کے قائل ہوتے تب بھی ایک

عیسائی کو خوش ہونے کے لئے کوئی بات ہاتھ مین ہوتی مگر اب عیسائیونکے لئے کسقدر تلخی اور ناخوشی کا مقام ہے کہ اندرونی ثبوتنے بھی ان پر خدا کی حجت پوری کردی اور قرآن شریف کے نزول کے زمانہ مین بھی وہ فرقے موجود تھے جن کا قرآن شریف مین ذکر ہے +

مسیح کی ولادت مین کوئی خصوصیت نہین

اب جبکہ قانون قدرت اور صحیفہ فطرت اور یہودیون کی پاک کتابون اور یہودیون کی اتفاق رائے اور خود عیسائیون کے بعض فرقون کی شہادت سے بھی ثابت ہوا کہ تثلیث اور کفارہ مسیح کا مسئلہ نہ عقل سے ثابت ہے اور نہ نقل سے تو اب پانچوان امر یہ دیکھنا باقی رہا کہ کیا حضرت مسیح مین کوئی ایسی خاص بات ہے جس سے ان کی نسبت خدائی کا گمان پیدا ہو سکتا ہے۔ سو جہانتک انسانی طاقتین زور سے گواہی دے سکتی ہین۔ ہم اس گواہی کو پوری بصیرت اور پورے زور سے ادا کرتے ہین کہ کوئی بھی ایسا امر نہین جس سے حضرت مسیح کی کوئی خصوصیت ثابت ہو جو ان کی خدائی کا گمان پیدا کرتی ہو ہان بار بار انکی ولادت کو پیش کیا جاتا ہے مگر ہم تو اس پہلے انسان کو بھی خدا نہین کہہ سکتے جس کے باپ اور مان دونون نہ تھے اور ہم روز دیکھتے ہین کہ صدہا کیڑے بغیر ذریعہ مان باپ کے پیدا ہوتے رہتے ہین تو کیا ہم ان کو خدا قرار دیدین یا خدا کے بیٹے سمجھ لین۔ کیا کرین ہماری دانست مین تو قرآن نے حضرت مسیح اور انکی مان پر ایک بڑا احسان کیا ہے جو چھ سو برس کے بہتان کو اپنی تصدیق سے رد کردیا اور حضرت مسیح کی ولادت کو اس طور سے مان لیا۔ جس سے حضرت مریم کی پردہ پوشی ہو گئی ورنہ یہودی اس ولادت کی نسبت جو کچھ کہتے ہین وہ اس لایق نہین کہ اس جگہ اس کا ذکر بھی کیا جائے۔ غرض حضرت مسیح کی ولادت مین کوئی خصوصیت نہین بلکہ یونانی اور ہندی طبیبون نے اس کی نظیرین دی ہین کہ کبھی انسان محض

مان کے مادہ سے بغیر باپ کے نطفہ کے پیدا ہو سکتا ہے۔

ابن اللہ کی حقیقت

ہان شاید کوئی یہ کہے کہ حضرت مسیح کا اپنے تیئن ابن اللہ کہنا انکی خدائی کی دلیل ہے تو اس کا یہ جواب ہے کہ توریت صدہا خدا کے بیٹون سے بھری ہوئی ہے بلکہ یعقوب کی نسبت یہ فقرہ ہے کہ اسرائیل میرا بیٹا بلکہ پہلوٹا ہے اور صرف خدا کے بیٹون کا ذکر نہین بلکہ بعض جگہ تو خدا کی لڑکیون کا بھی ذکر ہے اور ایک آیت مین یہ بھی ہے کہ تم سب خدا ہو اب اس بات کا کون فیصلہ کرے کہ وہ تمام بیٹے غیر حقیقی تھے مگر مسیح خدا کا حقیقی بیٹا تھا اصل بات یہ ہے کہ عیسائیون نے اس خیال مین بہت دھوکا کھایا ہے عارف جانتے ہین کہ یہ عادت الہی ہے کہ خدا اپنے جن خاص بندون سے پیار کرتا ہے کبھی ایسے الفاظ ان کے حق مین بیان کر دیتا ہے کہ ایک جاہل ان الفاظ کو دستاویز پکڑ کر باسانی انکو خدا بنا سکتا ہے آدم کو بھی انجیل مین خدا کا بیٹا لکھا ہے۔ پس کیا وہ درحقیقت خدا کا بیٹا ہے۔ پہلا مقدمہ تو یہی پیش آیا ہے ذرا اسکا تو فیصلہ کرو۔

قرآن کریم کے الفاظ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حق مین

یہ تو ان انبیاء کا حال ہے جنکا ذکر توریت مین ہے اور اگر اسی طرح کوئی خدا بن سکتا ہے تو ہم اپنے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو قرآن شریف کے رو سے باسانی خدا ٹھہرا سکتے ہین کیونکہ اللہ تعالے انکے حق مین فرماتا ہے ید اللہ فوق ایدیہم۔ یعنے یہ خدا کا ہاتھ ہے جو تمہارے ہاتھون پر ہے اس آیت مین اللہ تعالے نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ کو اپنا ہاتھ قرار دیا ہے اور پھر ایک اور آیت مین فرمایا ہے قل یا عبادی الذین اسرفوا علی انفسہم لا تقنطوا من رحمۃ اللہ ان اللہ یغفر الذنوب جمیعاً۔ یعنے کہہ اے میرے بندو تم رحمت الہی سے نومید مت ہو تمہارے سب گناہ بخشے جائینگے اب اس آیت مین تمام دنیا کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بندے قرار دیا گیا اور نہ صرف یہی بلکہ ان کو گناہ بخشنے کا اختیار بھی دیا گیا اب بتاؤ اس سے زیادہ نقلی طور پر خدائی کا اور کیا ثبوت ہوگا۔ اسی طرح اور بہت سی آیات قرآن شریف کی ایسی ہین کہ اگر ہم

توان آیات سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدائی ایسی صفائی سے ثابت ہو سکتی ہے کہ ان کے مقابل پر حضرت مسیح کا ابن اللہ ثابت کرنا ایک باطل خیال ہے اور نہ صرف یہی بلکہ غلبہ اور قدرت جو الوہیت کی ضروری صفت ہے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود مین ہی پایا جاتا ہے۔ اس بات کو غور کرکے دیکھو کہ جب آنجناب نے دعوے نبوت کیا تو تمام قومین آپ کی دشمن ہو گئی تھین کیونکہ آپ دنیا کی تمام قومونکو اسلام کیطرف دعوت کرتے تھے اس لئے تمام قومون نے آپ کے نابود کرنیکا ارادہ کیا اور ایذا رسانی مین کسی نے کمی نہ رکھی بلکہ بعض بادشاہون نے بھی کوشش کی کہ آپ کو گرفتار کرکے قتل کردین جس مین وہ نامراد رہے پھر وہ کیا راز تھا جسکی وجہ سے آپ تمام دشمنون کے حملون سے بچتے رہے؟ وہ آپکے روح کا خدا سے ایک عمیق در عمیق تعلق تھا جو کسی انسان کو اس کی مانند نہ ہوا اور نہ ہوگا۔ آپ خدا کے لئے غیرتمند تھے اور خدا آپ کے لئے۔

صحابہ اور حواریون کا مقابلہ

یہودا حواری نے صرف تیس روپیہ لیکر حضرت مسیح کو گرفتار کرا دیا جس سے ظاہر ہے کہ حواریون پر حضرت مسیح کے تقوے کا کیا اثر تھا لیکن آنجناب کے اصحاب چونکہ آپ کو بالکل خدا کا مظہر دیکھتے تھے اسلئے برعکس یہودا حواری کے انہون نے اپنے گھرون کے تمام عزیز مال آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے آگے رکھدئے اور انہون نے اپنے پاک نبی کے سامنے وہ صدق دکھلایا جس کی نظیر دنیا مین ملنا مشکل ہے کون اس یقین کے سمندر کی پیمایش کرسکتا ہے جو ان کے دلون مین موجین مار رہا تھا گویا وہ آنحضرت کے چہرہ سے خدا کا چہرہ دیکھتے تھے مگر معلوم نہین کہ حواریون کے دلون مین حضرت مسیح کی نسبت کیا خیالات تھے جو پطرس جیسے بہشت کی کنجیون کے مالک نے بھی نہ ایک دفعہ بلکہ تین دفعہ حضرت مسیح پر لعنت بھیجی ایسا ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کیلئے ایک دنیا نے منصوبے کئے لیکن کچھ بھی نقصان نہ کرسکے بلکہ جس نے سر اٹھایا وہی مارا گیا۔

چنانچہ جب بدبخت خسرو پرویز شاہ ایران آنجناب کے خون کا پیاسا ہوا اور اپنے سپاہی گرفتاری کے لئے روانہ کردئے تو ایک رات بھی اس پر گذرنے نہ پائی کہ خدا نے اس کی خبر لے لی حالانکہ ثابت نہین کہ آپ نے اس ہلاکت کے لئے کوئی دعا بھی کی ہو بلکہ جب سپاہیون نے پکڑنے کے لئے پیغام پہونچایا تو آپ نے انہین فرمایا کہ یہ میرا کام نہین ہے اسکا جواب خدا دے گا تب دوسری صبح کہدیا کہ آج میرے خداوند نے رات کو تمہارے خداوند کو قتل کردیا دیکھو **مظہر الوہیت** اسے کہتے ہین کہ ایک طرف تو خسرو پرویز نے آپ کی گرفتاری کا ارادہ کیا اور دوسری طرف آسمانی حکم سے بلا توقف ملک الموت اسکی جان لینے کے لئے ایران پہونچ گیا۔

اس واقعہ کے مقابل پر جب ہم حضرت مسیح کی گرفتاری کا واقعہ دیکھتے ہین تو نہایت افسوس سے اقرار کرنا پڑتا ہے کہ یسوع مسیح کی ساری رات کی دعاؤن کا کچھ بھی اثر نہ ہوا ناحق بے آرام رہے اور نیند بھی ضایع کی اور صبح ہوتے ہی ان کی گرفتاری کے لئے رومی سلطنت کی پولیس کا ایک سپاہی قوم کے چند لوگون کے ساتھ آیا اور یسوع مسیح کو گرفتار کرکے دن کے دس بجنے سے پہلے ہی حوالات مین جاکر داخل کردیا۔ کیا یہی خدائی تھی جسکا یہ انجام ہوا ہم کسی شخص کا خدا سے کامل تعلق کس طرح اور کیونکر سمجھین جب تک خدا کا فضل امتیاز کے ساتھ اسی دنیا مین اسپر نہ دیکھین ۔ مسیح ...... وہ شخص ہے کہ جس نے دعائین کین اور باقرار حضرات مسیحیان وہ دعائین قبول نہ ہوئین اور حضرت سیدنا محمد صلے اللہ علیہ وسلم وہ مرد خدا ہے کہ جسکی تائید بغیر دعا کے بھی ہوتی رہی یہی وجہ ہے کہ جب اصحاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے دیکھا اس مرد کی تائید مین خدا کی مددین بارش کی طرح برس رہی ہین تو وہ اسپر فدا ہو گئے اور بھیڑ بکری کی طرح اس کی راہ مین ذبح کئے گئے اور صدق سے جانین دین اور اگر خدا کے دین مین کسی انسان کی پرستش جائز ہوتی تو وہ دنیا کے سب مصنوعی خداؤنین سے

اسی برگزیدہ کو بڑا خدا سمجھتے اور اسی کی پرستش کرتے۔ جس ادب اور اطاعت کو انہوں نے ہمارے سید نبی اللہ کی نسبت اختیار کیا کبھی موسےٰ کی آنکھ نے نہین دیکھا اور نہ مسیح کو دیکھنا نصیب ہوا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کے مقابل پر حواریوں کی ایمانی کیفیت اگر دیکھنی ہو تو یہودا کا نمونہ بار بار غور کر کے دیکھو اور اگر یہ نہین تو حواریون کے سردار پطرس کی آخری گواہی انجیل مین پڑھ لو۔ یاد رہے کہ حواریون کے بناحق کے خون تھے یہود نے کبھی ان کو ایک طمانچہ بھی نہین مارا تھا اور خود وہ لوگ حضرت مسیح کی اپنی ہی قوم تھے اور وہ بھی بباعث گم ہو جانے اکثر فرقون کے بہت تھوڑے رہ گئے تھے اور ذلت مین بسر کرتے تھے تاہم حواری لوگ حضرت مسیح کی زندگی مین کوئی وفاداری کا کام دکھلا نہ سکے کسی کی ذرہ سی جھڑکی سے بھی الگ ہونے کو تیار ہو جاتے تھے کیا یہی اثر اس شخص کے وعظون کا ہونا چاہئے جو خدائی کی قوتین لے کر ظاہر ہو۔ غرض خدائی جلال محمدی زندگی سے ہی نمایان ہے نہ یہ کہ ادنےٰ ادنےٰ لوگون سے مار کھاتے پھرین اور کچھ بھی خدا کی تائید ظاہر نہ ہو۔

یسوع کے اخلاق کی گواہی اسکی الوہیت پر

اب ہم یہ دیکھنا چاہتے ہین کہ جبکہ امور متذکرہ بالا کے رو سے حضرت مسیح کی کوئی خدائی کی خصوصیت ثابت نہ ہو سکی تو کیا آپ کے اخلاق کے رو سے آپ کی خدائی پر کوئی دلیل قائم ہو سکتی ہے مگر افسوس کہ اس تلاش مین بھی ہم ناکام رہے اور ہماری راستپسندی ہمین مجبور کرتی ہے کہ ہم گواہی دین کہ حضرت مسیح کا ایک نیک خلق بھی عقلی طور پر ثابت نہین ہو سکتا کیونکہ اخلاق دو قسم کے ہین (۱) بعض دولت اور ثروت کی حالتمین ثابت ہوتے ہین (۲) اور بعض ایسی حالت مین کہ اول عاجزانہ طور پہ زندگی بسر کر کے دشمنون سے طرح طرح کے دکھ اٹھائین اور پھر انتقام لینے کے لئے پوری قدرت پالین۔ سو مین دیکھتا ہون کہ ان دونون حیثیتون مین سے حضرت مسیح کے نصیب مین کوئی بھی حصہ اخلاق کا نہین ہوا اگر وہ دولت اور ثروت کا زمانہ پاتے اور انواع اقسام کی

فیاضیان اور سخاوتین ان سے ظاہر ہوتین تو ہم کہہ سکتے کہ وہ بڑے سخی اور فیاض تھے جنہون نے اپنے وقت مین بیواؤن کو یتیمون کو مسکینون کو بھوکون کو قحط زدون کو اپنے مال سے مدد دی مگر اب ہم کس ثبوت کی بنا پر ان کا نام سخی یا جواد رکھین اور اگر وہ دکھ دئیے جانے کے بعد قدرت اور حکومت کا زمانہ پاتے اور اپنے دشمنون پر قابو پاکر پھر ان کو بخش دیتے اور انتقام نہ لیتے تو ہم کہہ سکتے تھے کہ وہ بڑے عفو اور درگذر کرنے والے تھے کہ دشمن پر قابو پاکر پھر بخش دیا مگر اب ہم گو ان سے محبت بھی رکھتے ہین اور موسےٰ کے سلسلہ مین سے ان کو ایک بزرگ نبی بھی سمجھتے ہین مگر ان کے خلق عفو اور درگذر کا ثبوت کیا دین۔ غرض حضرت مسیح کا کوئی خلق ثابت نہین اور تاریخی واقعات کے ذریعہ سے ایک ذرہ بھی اخلاقی نیکی ان کی ثابت نہین ہوسکتی یہ اور بات ہے کہ ہم اپنے نیک خیال سے ان کو اچھا اور بزرگ نبی سمجھتے ہین۔ ایسا خیال ہمارا محض ایمانی رنگ مین ہے نہ عرفانی۔ اور تحقیقی رنگ مین کیونکہ کوئی عقلی دلیل ہمارے ہاتھ مین نہین۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اخلاق فاضلہ

لیکن جب ان کے مقابل پر ہم آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اخلاق پر نظر ڈالتے ہین تو اعلے درجہ کے ثبوت پر آنجناب کے دونون قسم کے اخلاق ہمین دکھائی دیتے ہین۔ عقل اور انصاف دونون ہمین مجبور کرتے ہین کہ ہم آپکے اخلاق فاضلہ کا اقرار کرلین کیونکہ آپ کی سخاوت کے متعلق بڑے بڑے کافرون نے گواہی دی ہے کہ اس شخص کا نظیر سخاوت مین دنیا مین نہین۔ چنانچہ صدہا کتابین ان واقعات سے بھری ہین اور جب آپنے برابر بیس برس تک دکھ اٹھاکر مکہ فتح کیا اور ان لوگون پر قابو پایا جو ہزارون خون ریزیون کی وجہ سے اس لائق تھے کہ ان کی بوڑھی اور جوان عورتین اور شیرخوار بچے مع انکے قتل کئے جاتے تو آپنے تمام لوگون کا گنہ بخش دیا اور کہا کہ آج مین تم سے وہ معاملہ کرتا ہون کہ جو یوسف نے قابو پانے کے بعد اپنے بھائیون سے کیا تھا جاؤ مین نے سب کو آزاد کردیا یہ کہنا مکہ والون کے لئے بڑا نشان ہوا اور سچائی کے قبول کرنے کے لئے انکے دل اچھل پڑے۔ اور طاقت

بالاارادہ کو کھینچ کرلے گئی اور شام ہونے سے پہلے ہی سب نے اسلام قبول کرلیا اب دیکھو کیسی صفائی سے ثابت ہوا کہ اخلاق فاضلہ جو خدا کی صفات کے ظل ہوتے ہین یہ بھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم مین ہی ثابت ہین اور آپ صرف سخی اور کریم النفس ہی نہین ہین بلکہ حلیم اور پاک سینہ اور دشمنون کے گناہ بخشنے والے تھے غرض جنگون کے میدانون نے آپ کی شجاعت کو ثابت کیا اور داد و دہش نے آپ کی سخاوت ثابت کی اور دشمن پر قابو پاکر گناہ بخشدینے نے آپکا اعلے درجہ کا حلیم اور رحیم ہونا ثابت کردیا۔ (باقی آیندہ)

بیسوین صدی کی عظیم الشان علمی دریافت

ا۔ پانچ سال سے زیادہ کا عرصہ منقضی ہوتا ہے کہ احمدی قوم نے اپنے امام کے ایما سے ایک عظیم الشان تحقیقات شروع کی وہ تحقیقات اب اس حد تک مکمل ہوگئی ہے کہ ہم اسکے نتیجہ کی اشاعت کے قابل ہوگئے ہین چنانچہ اسکا ایک حصہ کتاب کی صورت مین زیر طبع ہے اب ہم نے ارادہ کیا ہے کہ اس مضمون کو میگزین کے صفحات مین شایع کرین جسمین ہم یہ ظاہر کرین گے کہ عربی زبان ام الالسنہ ہے یا بالفاظ دیگر یون کہو کہ یہ ظاہر کرینگے کہ وہ زبانین جن کی نسبت خیال کیا گیا ہے کہ عربی سے ان کا کوئی تعلق نہین ہے وہ عربی ہی سے نکلی ہین۔

۲۔ ہم نتائج سے ناواقف نہین ہین جنپر زمانہ حال کے عالمان علم اللسان پہونچے ہین۔ ہم جانتے ہین کہ ان مین سے بہت سے ایسے ہین جو اولاً اس امر ہی کو تسلیم نہین کرتے کہ بولی کی اصلیت مین اتحاد ہے۔

اور پھر اس امر پر شبہات پیش کئے گئے ہین کہ سریانی اور دوسری زبانون خصوصاً آرین زبان مین باہم کوئی تعلق ممکن ہے یا نہین؟ ہم جانتے ہین کہ ہمارا یہ اعلان علم اللسان کے مطالعہ کرنیوالون اور دوسرے لوگون کے لئے عجیب اور حیرت افزا ہوگا۔ مگر ہم امید کرتے

ہین کہ ہمارا یہ دعوے محض اس بنا پر رد نہین کر دیا جاویگا کہ یہ اس تحقیقات کے مخالف ہے جو یورپ کے عالمان علم اللسان نے کی ہے - ہم خیال کرتے ہین کہ زبانون کے سیمٹیک سلسلے (سریانی) پر پوری توجہ نہین کی گئی اور خصوصًا اس شجرۃ اللسان کے اس بڑے ممبر کے متعلق جو علم اللسان کے متعلق بہت سے مغلق اور تاریک سوالات پر تنہا روشنی ڈالنے والا ہے اور یہ صرف اس لئے ہوا ہے کہ اس سوال کے حل کے لئے اصل مصالح مطلوب تھا جسکے نہ ہونے کی وجہ سے یہ سوال حل طلب رہا مگر اب کامل توجہ اور غائر مطالعہ کے بعد اس پردہ روشنی ڈالی گئی ہے اور ہم امید کرتے ہین کہ اس کی جائز قدر کی جاوے گی -

۴ - عربی لغت کی حیرت انگیز کثرت جو پیچیدہ اور باریک ضمائر انسانی کے لئے مفرد الفاظ پیش کرتی ہے اور نازک ترین خیالات کے اظہار کے لئے الگ اور مبیّن الفاظ کا ہونا (باوصفیکہ یہ ان لوگون کی بولی ہے جن کا طرز تمدن نہایت ہی سادہ اور جو بالکل جاہل اور جنکے خیالات کا سلسلہ نہایت ہی محدود ہے) ایسے قابل غور امور ہین جنکو تمام عالمان علم اللسان نے تسلیم کر لیا ہے - مگر ان سب سے عجیب تر یہ امر ہے کہ جاہل بدوٗن کے مبیّن الفاظ علوم عالیہ کی صداقتون کے ان خزائن کو ظاہر کرتے ہین جن کی بابت ہمین علم نہین کہ کسقدر زمانہ دراز کے بعد وہ دنیا کو معلوم ہوگئے ہین مذہبی نظر سے بھی یہ کچھ کم متعجب کرنے والی بات نہین ہے کہ تمام مقدس زبانون مین سے (وہ زبانین جن مین مذہبی قوانین اور شرائع دنیا پر ظاہر ہوئے) صرف عربی ہی ایک ایسی زبان ہے جو شاندار زندگی رکھنے والی زندہ زبان ہے اور یون یہ اس مذہب کی عظمت اور زندگی کا اظہار کرتی ہے جس کو یہ دنیا کے سامنے پیش کرتی ہے یعنے اسلام کی -

بحالیکہ دوسری تمام زبانون کی موت ان تمام اصولون کی بوسیدگی اور موت پر دلالت کرتی ہے جو وہ تعلیم دیتی ہین +